اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو

رہبر خطابت

مؤلف

مفتی محمد انتخاب ندوی

فاضل ندوۃ العلماء، لکھنؤ

ناظم تعلیمات: دار العلوم فیض محمدی، ہتھیا گڑھ

ناشر

دار العلوم فیض محمدی

ہتھیا گڑھ، مہراج گنج، گورکھپور، یوپی

تفصیلات

نام کتاب : رہبر خطابت

نام مؤلف : مفتی محمد انتخاب ندوی

سن طباعت : ۲۰۱۸ء

ایڈیشن : پہلا ایڈیشن

کمپوزنگ : اشہر شہباز، عدنان ملک

قیمت : 65 روپئے

مطبع : فیضی کمپیوٹر گرافکس، بخشی پور، گورکھپور

ملنے کا پتہ

(۱) دارالعلوم فیض محمدی ہتھیا گڑھ لکشمی پور، مہراج گنج

(۲) مولانا محمد اسلام قاسمی جنتا بک سینٹر کولہوئی بازار مہراج گنج

(۳) فیصل بک ڈپو شباب مارکیٹ ندوۃ العلماء لکھنؤ

فہرست مضامین

انتساب

..... مشفق والدین اور نانا، نانی کے نام جن بے چینی اور آہ سحر گاہی نیز آغوش تربیت نے قلم پکڑنا سکھایا۔

..... برادر معظم جناب مولانا افروز قاسمی کے نام جن کی محبت بھری ڈانٹ نے قدم بڑھانا سکھایا۔

..... ام المدارس دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نام جہاں کی تعلیمی وثقافتی سرگرمیوں نے بولنا سکھایا۔

..... .دارالعلوم فیض محمدی ہتھیا گڑھ کے نام جہاں کی آب وہوا اور صاف، شفا فضاؤں نے لکھنے کا موقع کا فراہم کیا۔

...... شاگردوں کے نام جن کے پیہم اصرار نے قلم وقرطاس کو حرکت دینے پر مجبور کردیا۔

مقدمہ

☆سلطان القلم حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی ''حفظہ اللہ''،

بانی: دارالعلوم فیض محمدی ہتھیا گڈھ،

سرپرست: جمعیۃ علماء مہراج گنج، یوپی

بلاشبہ تقریر وخطابت ایک فن ہے، جس طرح تحریر بھی اظہار مافی الضمیر کا دیرپا اثر پیدا کرنے والا ایک ہنر ہے، مگر جو بات تقریر میں ہے وہ تحریر میں کہاں، کیوں کہ مخاطب ہمیشہ ہی، تعلیم یافتہ نہیں ہوتا، اس لئے تقریر وخطابت کا ہنر زوداثر وآسان رسا ہے۔ ایک مقولہ بچپن سے ہی زبان زدعام ہے، **ان الناس لایسئلونک فی کم فرغت ، لکنهم یسئلونک ماذا تعلمت**، کہ لوگ آپ سے کبھی نہیں معلوم کرتے کہ کتنی مدت تعلیم حاصل کرتے رہے، وہ تو بس یہ جاننا چاہتے ہیں کہ تم نے حاصل کیا کیا۔ ظاہر ہے کہ لوگوں تک تو اپنی معلومات پہونچانا ہی تقریر ہے۔ اگر آپ نے یہ ہنر حاصل نہ کیا کہ اپنی معلومات لوگوں کے ساتھ شیئر کرسکیں، تو آپ نے گویا کچھ پڑھا ہی نہیں، دوسرے لفظوں میں آپ اس فن سے اگر محروم ہیں، تو گویا آپ گونگے ہیں، اور گونگا کبھی سماج کا حصہ نہیں بن سکتا۔ اور وہ کبھی تبلیغ ودعوت کا کام نہیں کرسکتا۔

لہٰذا وہ اپنی تخلیق کے مقصد سے ہی نابلد ہے، کہتے ہیں کہ جذبات سے

عاری انسان، انسان نہیں ہوسکتا، اور جب انسان کے اپنے جذبات ہوتے ہیں، تو اسکو گویائی، اور ایسی گویائی ملنی چاہئے، کہ جس میں زبردست طلاقت کا عنصر موجود ہو، تاکہ سننے والوں کی طبیعت اکتائے نہیں، ان کے ذہن ودماغ پژمردہ نہ ہوں، جس کے لئے پوری قوت سے مدارس میں طلبہ کے لئے انجمنوں کا قیام ہوتا ہے، دار العلوم فیض محمدی کے مایہ ناز استاذ عزیزم مولانا مفتی محمد انتخاب ندوی نے طلبہ کے اندر خطابت کا مزاج صیقل کرنے کے لئے اپنی پرجوش تقریروں کا ایک مجموعہ پہلی کاوش کے طور پر مرتب کیا ہے۔ جس کو بجا طور پر ہم اس طرح تعبیر کرسکتے ہیں کہ

اگر یہ صحیح ہے اور بلاشبہ صحیح ہے کہ اسم کا اثر مسمیٰ پر پڑتا ہے، تو اس کا مظہر ہمارے مولانا محمد انتخاب ندوی صاحب، صد فیصد ہیں، قدرت کی اس نادر ونایاب تطبیق کو میں نے اس وقت پہلی مرتبہ دیکھا، جب تین سال قبل مولانا ہمارے دار العلوم فیض محمدی میں تدریس کے لئے آئے۔

زیر نظر کتاب ''رہبر خطابت،، طالبان علوم دینیہ کے لیئے واعظانہ وخطیبانہ صلاحیت پیدا کرنے والی، بکھرے ہوئے موتیوں کا ایک دل آویز سلسلہ ہے۔ یہ تقریباً گیارہ بارہ تقاریر کا غیر مطبوع مگر ایک مربوط مجموعہ ہے۔ یہ مدارس کے نونہالوں کے ذہنی معیار وصلاحیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بڑے حسین پیرائے میں ڈھال کر تیار کیا گیا ہے، جس سے ہر طالب علم پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

مؤلف گرامی عزیزم جناب مولانا محمد انتخاب ندوی صاحب استاذ

دارالعلوم فیض محمدی ہتھیا گڈھ، مہراج گنج یوپی، جو نوعمری کی وجہ سے ابھی پوری طرح بالغ فکر بھی نہیں ہوئے ہیں، مگر زبان وقلم کے بادشاہ ہیں، اور میدان خطابت کے ایسے شہسوار ہیں، جن کا اسپ تازی بس ایک ہی مہمیز میں پوری ریاست سخن کو مسخر کرلیتا ہے۔ دوران تقریر کبھی سماعتوں کو چاشنی ملتی ہے، تو کبھی کام ودہن بھی حظ اٹھا لیتے ہیں۔ اور پھر کیا ہے ذوق ودماغ اس لذت گراں مایہ سے بہرہ ور ہوتے رہتے ہیں۔ مولانا خود بھی بڑے پایہ کے خطیب ہیں، اور واعظ بھی، باضابطہ وعظ گوئی میں اپنی مترنم آواز کا جادو بھی جگاتے ہیں، اسی لئے انہوں نے عام طرز تحریر سے ہٹ کر اپنے اس تقریری مجموعہ کو ایک طرح سے خودکی، کی ہوئی تقاریر کا نوع بہ نوع گلدستہ بنادیا ہے، گویا یہ طلبہ مدارس کے لئے اکسیر سے کم نہیں ہے۔

اہل مدارس سے گذارش ہے کہ طلبہ کی انجمنوں میں اس کا بڑا ذخیرہ ہونا چاہیئے اور خود طلبہ مدارس سے آرزو ہے کہ اپنی تقریری استعداد میں کیف پیدا کرنا ہو، تو اس "نادر مجموعے"، کو اپنے سے ہرگز جدا نہ کریں۔

دعا گو

محمد طیب قاسمی

الامین العام دارالعلوم فیض محمدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

حضرت مولانا محی الدین قاسمی ندوی

مہتمم: دارالعلوم فیض محمدی ہتھیا گڑھ مہراج گنج

جنرل سکریٹری: جمعیت علماء مہراج گنج

مدیر: احیاء اسلام

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام علىٰ سيد الانبياء والمرسلين وعلىٰ آله واصحابه اجمعين:

علمی وادبی دنیا میں حضرت مولانا مفتی محمد انتخاب ندوی اچھی طرح متعارف ہیں، آپ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ان چند فضلاء میں سے ہیں، جن پر نئی نسل فخر کرسکتی ہے، تقریبا ایک دہائی سے موصوف مشرقی یو پی کی عظیم دینی اقامتی درسگاہ دارالعلوم فیض محمدی میں تعلیمی امور کے مسؤل وناظم ہیں، ذہانت، فکر وبصیرت نیز علمی تبحر سے اللہ نے آپ کو نوازا ہے، آپ ایک کامیاب مدرس، کہنہ مشق خطیب اور غیر معمولی انشاء پرداز بھی ہیں، آپ کئی سالوں سے دارالعلوم کی جامع "مسجد النور" کے پر جوش مبلغ اور خطیب کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں، جب آپ خطبہ دیتے ہیں تو ایسا

محسوس ہوتا ہے کہ سارے علوم ہاتھ باندھے کھڑے ہیں، علوم کے خزانۂ عامرہ میں سے جسے چاہتے ہیں ہاتھ بڑھا کر اٹھا لیتے ہیں، اور جسے چاہتے ہیں رد کر دیتے ہیں،

"رہبر خطابت،، کا یہ گلدستہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، مفتی محمد انتخاب نددوی نے مدارس و کالجز کے طلبہ میں تقریری و خطابی خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے تالیف دیا ہے، کیوں کہ خطابت وہ فن ہے، جس سے مردہ قوموں کے دلوں میں روح حیات پھونکی جا سکتی ہے، خطابت وہ قوت تسخیر ہے جسکی مدد سے شکست خوردہ سپاہی میدان کارزار میں تازہ دم ہو کر شکست و ہزیمت کو فتح و کامیابی میں تبدیل کر سکتا ہے، ایک خطیب الفاظ کی سلاست، زبان کی حلاوت، اور جملوں کے زیر و بم سے قوموں اور ملکوں میں انقلاب پیدا کر دیتا ہے، جس کی تاثیر کی صداقت خود نبی الثقلین صاحب معراج محمد عربی ﷺ نے ان الفاظ میں پیش کی ہے، وانّ من البیان لسحرا، دعا ہے اللہ تعالیٰ مؤلف محترم کو اس کا اجر جزیل عطا کرے، اور آئندہ بھی اس طرح کے علمی و ادبی خدمات کی توفیق بخشے، اور طلباء عزیز کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کا موقع فراہم کرے، آمین

ہیچمداں

محی الدین قاسمی ندوی

مہتمم دارالعلوم فیض محمدی ہتھیا گڑھ

جنرل سکریٹری جمعیت علماء مہراج گنج یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حضرت مولانا مفتی رحمت اللہ ندوی

استاذ فقہ وادب دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

زبان وبیان اللہ کی بڑی نعمت ہے ،زبان کی قیمت کسی بے زبان سے پوچھیے، اسی لئے اللہ تعالی نے اسے ”وعلمه البيان“ سے امتنان فرمایا ہے ،زبان کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ اسکے درست اور صحیح استعمال پر آدمی دنیا میں محبوب ومقبول بن جاتا ہے اور آخرت میں اسے جنت کی گارنٹی دی گئی ہے، جبکہ نامناسب اور غلط استعمال پر دنیا میں بھی ذلت ورسوائی ہوتی ہے اور مرنے کے بعد یہی زبان کی لغزش جہنم رسید کر دیتی ہے، زبان گلدستۂ محبت بھی پیش کرتی ہے اور زخم دل بھی دیتی ہے، پھول برساتی اور موتی لٹاتی ہے، اسی طرح خار بچھاتی، اور تیر ونشتر بھی چبھوتی ہے، گلے میں پھولوں کا ہار ڈلواتی ہے اور جوتوں کی سوغات بھی دیتی ہے ،ایک مقرر اپنی خطابت اور شعلہ بیانی سے جذبات کو برانگیختہ اور ماحول کو گرم کر دیتا ہے، کبھی اپنی آتش نوائی سے ماحول کو آتش فشاں بنا دیتا ہے، اور کبھی گرم ماحول پر شبنم

افشانی کرتا ہے اور لگی ہوئی آگ کو اپنی شیریں کلامی سے بجھا دیتا ہے، لہٰذا زبان کو بڑی احتیاط اور حکمت سے استعمال کرنا چاہئے، جذبات، طیش اور جنون شباب میں آکر کوئی ایسا خطاب یا بات نہ کرنی چاہئے جس کا سنگین نتیجہ اور بدترین انجام پوری قوم وملت کو بھگتنا پڑے، بسا اوقات اس حماقت کو انسان اپنی جرأت و بہادری تصور کرتا ہے، اور انجام سے آنکھیں بند کر لیتا ہے حالانکہ

لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

کا مصداق ہوتی ہے، نرم گفتگو زیادہ دیرپا، دوررس، اور مفید و مؤثر ہوتی ہے، اور آج کل تعلیم یافتہ طبقہ میں سنجیدہ ہی اسلوب رائج و مقبول ہے۔

بہر حال: زبان کی اہمیت، قیمت، افادیت اور ضرورت سے کون انکار کرسکتا ہے؟ یہ سب کے نزدیک مسلم ہے، بحث صحیح اور غلط کے استعمال سے ہے، تقریر وخطابت اور زبان وبیان سکھانے کے لئے اردو زبان میں مختلف عناوین وموضوعات اور متعدد ناموں سے بہت سی کتابیں اور مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں، بعض مختصر ہیں، بعض کئی کئی جلدوں میں، بعض مجموعے اکابرین ومشاہیر امت کے ہیں، اور بعض اصاغرین اور نو فارغین کے قلم سے ہیں، بعض میں لفاظی زیادہ، اور موضوع کی عکاسی کم ہے، اور بعض اس کے برعکس، بعض کتابوں میں آتش فشانی وشعلہ نوائی ہے، تو بعض میں سحر بیانی وشیریں کلامی ہے "ولناس فیما یعشقون مذاهب" (محبت کے انداز نرالے اور عشق کا طرز جدا ہوتا ہے)

مجھے مسرت ہو رہی ہے کہ عزیز القدر مولوی مفتی محمد انتخاب ندوی پورنوی سلمہ اللہ (استاذ دار العلوم فیض محمدی ہتھیا گڑھ مہراج گنج) اپنے ان تقریری مجموعوں کو رہبر خطابت کے نام سے مرتب کر کے طلبۂ مدارس کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں جو انہوں نے صوبائی مقابلہ جاتی پروگراموں کے لئے طلبہ کی فرمائش پر قلم بند کئے تھے، عزیزم تقریر و تحریر کا ذوق رکھتے ہیں، یہ پہلا قلمی نقش ہے، میری خواہش ہے کہ وہ علمی و تحقیقی موضوعات پر کام کریں، اور ان کی زبان و قلم سے سب کو فائدہ پہونچے ،اس کتاب کی فہرست پر نگاہ ڈالنے سے موضوعات کا اندازہ ہوا، پوری کتاب نہ میرے سامنے ہے اور نہ ہی نظر ڈالنے کا موقع ہے۔

اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس مجموعۂ تقاریر کو مقبول اور مفید بنائے اور عزیزم کو مزید ترقی سے نوازے، اور نظر بد سے محفوظ رکھے۔ آمین

۲۰/۶/۱۴۳۹ھ

۹/۳/۲۰۱۸ء

بروز جمعہ

دعا گو

رحمت اللہ ندوی

استاذ فقہ و ادب

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

اپنی باتیں

تقریر ایک ایسا فن ہے جس کے ذریعہ انسان پوری دنیا پر اپنی حکمرانی قائم کرسکتا ہے، اور تاریخ گواہ ہے کہ یہی وہ فن تقریر ہے جس کے ذریعہ حضرت جعفر بن ابی طالب نے نجاشی کے دربار میں قریش کے قاصدین کو ترکی بہ ترکی جواب دیا، اور بادشاہِ وقت بشمول درباری حضرات نے نم آنکھوں کے ساتھ مسلمانوں کے لئے دیدہ وقلب فرش راہ کیا، اور قاصدین قریش کو الٹے پاؤں واپس لوٹنے پر مجبور کردیا، اور اسی تقریر کے نتیجہ میں ابراہم لنکن نے سپر پاور امریکہ پر حکومت کی تھی، یہی وہ قوت خطابت ہے جس کے ذریعہ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے سرزمین ہند سے بھاگنے والے مسلمانوں کے قدموں میں ثبات پیدا کردیا تھا۔

تقریر کے بغیر انسان مفوضہ دعوتی ذمہ داریوں کو حتیٰ المقدور ادا نہیں کرسکتا ہے، تقریر کے بغیر انسان کما حقہ اسلام کی ترجمانی نہیں کرسکتا ہے، تقریر نام صرف لفاظی کا نہیں ہے، تقریر نام صرف شعلہ بیانی کا نہیں ہے، بلکہ آسان الفاظ، عمدہ اور شستہ لہجہ کو اختیار کرتے ہوئے مخاطب کو اپنی بات سمجھا لے جانا تقریر کہلاتا ہے۔

آج جبکہ نئے نئے فتنے مختلف شکلوں میں سر اٹھا رہے ہیں، اور کھلم کھلا

اسلام اور مسلمانوں کے سامنے چیلنجز پیش کر رہے ہیں ،انہیں اپنی فتحیابی ،اور مسلمانوں کی شکستگی کا احساس ہو رہا ہے تو ایسے نازک اور پر خطر حالات میں امت مسلمہ کو پھر ارتداد کا مقابلہ کرنے والے کسی صدیقؓ ،رستم کے دربار میں زلزلہ پیدا کرنے والے کسی ربعی بن عامرؓ ،میدان سیاست میں کہرام برپا کرنے والے کسی حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ ،آزادی کا صور پھونکنے والے کسی شاہ عبدالعزیز دہلویؒ ،انگریزوں کو للکارنے والے کسی محمد علی جوہرؒ ،دندناتی ہوئی عیسایت اور یہودیت کا مقابلہ کرنے والے کسی قاسم نانوتوی ،اور علی مونگیری ،اور وندے ماترم کے جھنڈے کو جھکانے والے پھر کسی علی میاںؒ کی ضرورت ہے جو بروقت اور برمحل ان فتنوں سے نبرد آزما ہوں ،اور قوت لسانی کے ذریعہ ان کے تصوراتی فلک بوس باطل عمارات کوز میں بوس کریں۔

چنانچہ انہیں مذکورہ باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دارالعلوم فیض محمدی ہتھیا گڑھ میں ایک انجمن بنام انجمن فیض اللسان کی بنیاد کی رکھی گئی جہاں سے طلبہ کئی دہائیوں سے صوبائی و ضلعی سطح کے تقریری ،تحریری نیز مختلف ثقافتی پروگراموں میں پورے ذوق وشوق کے ساتھ شرکت کرر ہے ہیں ،چنانچہ راقم الحروف بانی ادارہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی کی سرپرستی میں مقابلوں میں شریک ہونے واے طلبہ کے لئے نیز اپنے ساتھیوں کے مطالبہ پر مختلف عناوین کے تحت تقاریر تیار کرتا رہا اور آخر کار وہ وقت بھی آیا جب کہ اللہ تعالیٰ نے راقم الحروف کو اس کے بعض شاگردوں کے پیہم اصرار پر ان تقاریر کو مجموعہ کی شکل میں مرتب کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

راقم الحروف دارالعلوم فیض محمدی کے بانی حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی کا ممنون احسان ہے کہ آپ نے اپنے بیش قیمت مقدمہ کے ذریعہ کتاب کو مزین فرمایا، اور قدم قدم ہمت افزائی بھی فرمائی، اسی طرح ندوۃ العلماء کے استاذ فقہ وادب اور معروف قلمکار حضرت مولانا مفتی رحمت اللہ صاحب ندوی کا شکر گزار ہے کہ آپ نے اپنی قیمتی تحریر کے ذریعہ اس کتاب کو خوبصورت بنایا، اور دارالعلوم فیض محمدی ہتھیا گڑھ کے مہتمم اور نباض قوم وملت حضرت مولانا محی الدین قاسمی ندوی کا بھی ممنون ہے کہ آپ نے مختلف، اور گوناگوں مصروفیات کے باوجود پر مغز تقریظ کے ذریعہ ہمت افزائی فرمائی۔

اخیر میں راقم الحروف ادارہ کے جمیع اساتذہ کرام بالخصوص جناب مولانا صابر نعمانی، جناب ماسٹر فیض احمد (کلرک) اور جناب افروز احمد (کمپیوٹر والے) کا بھی شکر گذار ہے کہ انہوں نے ترتیب تقاریر کے لئے راہیں ہموار کیں، راقم الحروف عزیزم اشہر شہباز مہراج گنجوی، عدنان ملک پورنوی شہنواز ارریاوی اور شمشیر جھارکھنڈوی کا بھی مشکور ہے کہ ان طلبہ نے راتوں کو بیدار رہ کر اور دن میں اپنے تفریح کے اوقات میں کتاب کی کمپوزنگ کا فریضہ انجام دیا، اللہ تعالیٰ ان تمام کو اجر جزیل عطا فرمائے آمین

مفتی انتخاب ندوی

ناظم تعلیمات

دارالعلوم فیض محمدی، ہتھیا گڑھ، مہراج گنج

اسلام

ایک مکمل دین مکمل تہذیب

نحمده ونصلیّ علی رسوله الکریم ،اما بعد : فقد قال الله تعالیٰ :۔الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ، وقال :۔ قل انّ صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله ربّ العالمین لا شریك له، و بذالك امرت وانا اول المسلمین ۔

صدرذی وقار حکم صاحبان سامعین بزم:۔

خالق ارض وسما نے انسان کو زندگی گزارنے کے لئے ، اسلام کو ضابطہ کی شکل میں، قانون کی شکل میں، تہذیب کی شکل میں ،ثقافت کی شکل میں ، نازل فرمایا ہے، اور اسکی رسیّ کو مضبوطی سے تھامنے اور اسکے دامن کو پوری طاقت کے ساتھ ، پوری قوّت کے ساتھ، پورے یقین کے ساتھ، پورے استقلال کے ساتھ، تھامنے، اور پکڑنے کا حکم مستحکم دیا ہے، اور فرمایا ہے، ادخلوا فی السلم کافّة ولا

تتبعوا خطوات الشيطان انه لکم عدو مّبين ،اور کہیں ارشاد فرمایا ،انّ الدین عنداللہ الاسلام ،کہ اللہ کے نزدیک کامل اور مکمل دین اسلام ہے، اگر کوئی دوسری راہ کو اختیار کرے گا، دوسرے مذہب کی پیروی کرے گا، تو وہ گمراہ ہے اور ناکام ہے۔قرآن ارشاد فرماتا ہے، ومن يتبع غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وهو فى الآخرة من الخا سرين ، قرآن پوری صراحت کے ساتھ، ڈنکے کی چوٹ اسلام کے مکمل واکمل ہونے کی گواہی دیتے ہوئے ارشادفرماتا ہے ، اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى و رضيت لكم الاسلام دينا ،

سامعین کرام !

اسلام جہاں ایک طرف نماز کا، روزہ، زکوٰۃ کا، حج کا، حکم دیتے ہوئے صاف طریقہ سے اعلان کرتا ہے﴿ اقيموا الصلاة و آتوا الزكوة ﴾ اور (بنى الاسلام علىٰ خمس شهادة ان لا الٰه الاّ الله واقام الصلوة ، وايتاء الزكوٰة والحج وصوم رمضان)،تو وہیں دوسری طرف غریبوں کے، مفلسوں کے، یتیموں کے مسافروں کے، اور تنگ دستوں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتے ہوئے صاف لہجوں میں ارشادفرمایا، واٰتى المال علىٰ حبه ذوالقربى واليتمى والمسا كين وابن السبيل والسائلين وفى الرّقاب اسلام جہاں ایک طرف ظاہری اعضاء کو پاک کر

نے کا حکم دیتا ہے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباساً یواری سوآتکم وریشا، تو وہیں دوسری طرف باطنی اعضاء کو تمام گندگیوں سے اور میل کچیل سے، پاک وصاف رکھنے کا حکم دیتا ہے، قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا وما بطن والاثم والبغی بغیرالحق، اسلام کھانے کا، پینے کا، اٹھنے کا بیٹھنے کا، پہننے کا، اوڑھنے کا، تعلیم کا، تربیت کا، خرید وفروخت کا، بات چیت کرنے کا، قضاء حاجت کا، معاملات، معاشرت کا درس دیتا ہے، اور حکم دیتا ہے کہ یہ تمام چیزیں قرآن کی روشنی میں، حدیث کی روشنی میں، اقوال صحابہ کی روشنی میں، فرمودات تابعین کی روشنی میں انجام دی جائے۔ اور کہہ دیا جائے کہ 'قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العلمین لا شریک له وبذالک امرت وانا اول المسلمین۔

سامعین بزم!

اسلام ایک ایسی دوا ہے، جس کے ذریعہ بچوں کا، نوجوانوں کا، بوڑھوں کا، مردوں کا، عورتوں کا، امیروں کا، غریبوں کا، بیماروں کا علاج کیا جاتا ہے، اسلام ایک ایسا نور ہے جس کے ذریعہ ضلالت وگمراہی، تاریکی، اور ظلمت کی جڑوں کو اکھاڑا جاتا ہے، بندوں کی، اور دیگر مخلوقوں کی پرستش کی حکومت کو تہہ وبالا کیا جاتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ھو الذی ینزل علیٰ عبده آیات بینت لیخرجکم من الظلمات الی النور۔

حضرات۔

اسلام ہی ایک ایسا مکمل مذہب ہے جس میں ہر کس وناکس، اپنی تشنگی کا سامان مہیا کرتا ہے، اور وہ کہتا ہے کہ والدین کے ساتھ، استاذ کے ساتھ، بھائیوں کے ساتھ، رشتہ داروں کے ساتھ، دشمنوں کے ساتھ، ظالموں کے ساتھ، مظلوموں کے ساتھ، حاکموں کے ساتھ، محکوموں کے ساتھ، یتیموں کے ساتھ، بیواؤں کے ساتھ، اماموں کے ساتھ، مقتدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ اور ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے؟ اسلام ان اللہ یامر بالعدل والاحسان کے ذریعہ عدل اور انصاف کا حکم دیتا ہے اوفوا بالعقود کے ذریعہ وعدہ وفائی کا فرمان جاری کرتا ہے، اسلام کا حکم ہے کے نیکیوں پر، اچھائیوں پر، مدد کی جائے اور برائیوں سے، منکرات سے روکا جائے۔ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب

سامعین کرام:

تاریخ گواہ ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب، تمام ادیان، اور تمام کتابیں، خواہ وہ توریت ہو یا زبور ہو یا انجیل تحریف وتبدل کا شکار ہو چکی ہے، لیکن اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کامل ہے، جس کی تہذیب وثقافت ہی قابل اقتدا اور قابل تقلید ہے۔

لہذا۔ آج لوگوں کی کامیابی وظفریابی، فلاح وبہبود کا راز اتباع اسلام مین مضمر ہے اگر یہ امت کامیابی کی منزل تک پہنچنا چاہتی ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ثقافت اسلامی کو اوڑھنا اور بچھونا بنائے اور ثقافت اسلامی کو ملجا وماوی کے طور پر اختیار کرے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

توحید

حامدا ومصلّیا امّا بعد : فقد قال الله تعالیٰ :شھدالله انه لا اله الّا ھو والملائکة واولو العلم قائما بالقسط لا اله الّا ھو العزیز الحکیم، وقال فی موضع آخر ،والھکم اله واحد لا اله الّا ھو الرّحمٰن الرّحیم ، وقال رسول الله ﷺ لیسئال احدکم ربّه حاجته کلّھا حتّٰی یسئال شسع نعله اذاانقطع ،، او کما قال علیه السلام ،،......(رواه الترمذی)

کیا ڈر ہے جو ہوں ساری خدائی بھی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے
توحید یہ ہے کہ خدا حشر میں یہ کہ دے
بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

جناب صدراور معزز سامعین کرام!

آج میں آپ کے سامنے ایک ایسے موضوع پر لب کشائی کرنے کی

جسارت کر رہا ہوں، جو نہایت حساس اور مہتم بالشان ہے، جس موضوع کو تمام موضوعات پر اور تمام عناوین پر فوقیت اور اہمیت حاصل ہے، جسکی طرف ابھی ابھی سورت قرآنیہ اور حدیث نبوی کے ذریعہ اشارہ کیا گیا ہے، اور وہ ہے "توحید"

حضرات!

جس ذات نے ان آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں وجود بخشا ہے، جس ذات نے اس نیلگوں آسمان کو، روشن سورج، چمکتے چاند، اور جھلملاتے ستاروں، اور سیاروں، کے ذریعہ مزین کیا ہے، جس ذات نے حضرت آدم کو بدون ماں باپ سے، حضرت حوّا کو آدم کی پسلی سے، اور حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ سے پیدا کیا ہے وہ اللہ ہے، جس کی گواہی کتاب الٰہی نے اس طرح دی ہے، **ولئن سألتهم من خلق السمٰوات والارض و سخر الشمس و القمر ليقولن الله**، کہ اے محمد اگر ان کفار و مشرکین سے پوچھیں کہ کس نے ان آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا؟ اور کس نے شمس وقمر کو مسخر کیا ہے؟ تو وہ ضرور بالضرور کہیں گے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے، اور کہیں ارشاد فرمایا **ولئن سألتهم من خلق السمٰوات والارض ليقولن خلقهن العزيز العليم**، اے محمد اگر آپ ان سے پوچھیں کس نے ان آسمانوں اور زمین کو وجود بخشا، تو وہ ضرور بالضرور کہیں گے کہ زبردست اور عالم الغیب نے اس کو پیدا کیا ہے، کہیں ارشاد فرماتا ہے، **خلق السمٰوات والارض بالحقّ يكوّر الليل على**

النهار ویکوّر النّھار علی اللیل وسخّر الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمی الا ھو العزیز الغفّار، نہایت اچھی تدبیر سے اس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے، وہ رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے، اور اس نے سورج، چاند کو کام پر لگا رکھا ہے، ہر ایک متعین مدت تک چل رہا ہے، یقین مانوں کہ وہی زبردست ہے، اور گناہوں کو بخشنے والا ہے، جو اللہ ایک ہے، یکتا ہے، اور اکیلا ہے، **شھد اللہ انّہ لا الٰہ الاّ ھو والملائکۃ واولوالعلم قائما بالقسط لا الٰہ الاّ ھو العزیز الحکیم** ،اللہ تعالیٰ نے ،فرشتوں نے ،اور اہل علم نے گواھی دی ہے، کہ معبود صرف اور صرف ایک اللہ ہے، وہی زبردست ہے، اور حکمت والا ہے، **والٰھکم الٰہ واحد لاالٰہ الاّ ھو الرّحمٰن الرّحیم** ،تم سب کا ایک ہی معبود ہے، اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ رحمان ہے، اور رحیم ہے، وہ تمام عیوب سے، تمام نقائص انسانی سے، تمام حاجات دنیویہ سے پاک ہے، اسے نہ اونگھ آتی ہے، اور نہ نیند، وہ ہمیشہ سے ہے، اور ہمیشہ رہے گا، **اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تا خذہ سنۃ ولا نوم ،** اور نہ اسے بیوی کی ضرورت ہے اور نہ ہی اولاد کی، اسے نہ کھانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی پینے کی جس کی طرف قرآن اشارہ کرتا ہے، **قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد** ، کہہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو پیدا کیا، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور اسکی ٹکر کا

کوئی نہیں، جو اللہ ساتوں آسمان کی مخلوق اور ساتوں زمین میں بسنے والی نباتات کو، حیوانات کو، چرند کو، پرند کو، درند کو کھلاتا ہے، پلاتا ہے، مارتا ہے، اور جلاتا ہے، **امّن هٰذا الذی یرزقکم ان امسک رزقه** ، اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی روک لے تو بتاؤ کون ہے، جو پھر تمہیں روزی دے گا، **قل اریتم ان اصبح ماؤکم غورا فمن یاتیکم بماء معین** ، اے محمد کہہ دو! اگر تمہارا پانی زمین کی تہہ میں چلا جائے تو کون ہے جو پانی کا چشمہ نکالے گا،

برادران ملت!

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے پیغام کو عام کرنے کیلئے تمام انبیاء ورسل اس دنیا میں تشریف لائے، ہر ایک کی دعوت ایک تھی، ہر ایک کا پیغام ایک تھا، چنانچہ قرآن کہتا ہے، **ولقد ارسلنا نوحا الیٰ قومه انیّ لکم نذیر مّبین ان لا تعبدوا الاّ الله** ، اور ہم نے نوحؑ کو اسکی قوم کی طرف بھیجا یہ پیغام دے کر کہ میں تم لوگوں کو کھلم کھلاّ ڈرانے والا ہوں، اور یہ کہ تم صرف اور صرف اللہ ہی کی عبادت کرو، اور حضرت ہودؑ نے اپنی قوم سے کہا، **یا قوم اعبدوالله مالکم من الٰه غیره** اے میری قوم ایک اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں، اسی بات کی دعوت حضرت صالحؑ نے، حضرت ابراہیمؑ نے، حضرت لوطؑ نے، حضرت اسحاقؑ نے، حضرت موسیٰؑ نے، حضرت عیسیٰؑ نے، اور آخر میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی، اور فرمایا، **یا ایها النّاس قولوا لا الٰه الاّ الله تفلحوا**

،اے لوگو! لا الٰہ الاّ اللہ کی رسّی کو تھام لو، کامیاب ہو جاؤ گے، بلکہ اہل کتاب کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، **قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الاّ نعبد الاّ اللہ ولا نشرک بہ شیئا و لا یتّخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولّوا فقولوا اشھدوا بانّا مسلمون،**

اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے! اے توریت وانجیل والو! ایک ایسے کلمہ کی طرف آؤ! جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے، وہ یہ ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں، اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھرائیں، اور یہ کہ ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے علاوہ رب تسلیم نہ کرے، اور اگر تم اعراض کرتے ہو تو گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں،

سامعین بزم!

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۳ سالہ مکّی زندگی توحید کی دعوت پر مشتمل ہے، آپ نے مختلف انداز میں، مختلف اسلوب میں، الگ الگ پیرائے میں افہام وتفہیم کے سلسلہ کو جاری رکھا، کبھی فرمایا اے لوگو! اس رَب کو تسلیم کرو جو عالم الغیب والشھادۃ ہے، جس کے علم میں دنیا کی تمام چیزیں ہیں، رات کی تاریکی میں تہہ خاک چلنے والی کالی چیونٹی کی آہٹ اسکے علم میں ہے، دلوں میں کھٹکنے والے تمام خیالات ووسائس اس کے علم میں ہے، ارشاد باری ہے، **مفاتیح الغیب خمس لا یعلمھا الا اللہ، لا یعلم ما تغیض الارحام الاّ اللہ، ولا یعلم ما فی غد الاّ**

اللہ ، ولا یعلم متیٰ یاتی المطر احد الا اللہ، ولا تدری نفس بای ارض تموت الاّ اللہ ، ولا یعلم متیٰ تقوم الساعہ الا اللہ ، غیب کی چابیاں پانچ ہیں، جس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے ،رحم مادر میں جو چیز ہے اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے، آئندہ بپا ہونے والے واقعات کا علم اللہ کے پاس ہے، بارش کے نزول کا علم اللہ کے پاس ہے، موت کب آئیگی ،اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے، لہذا اے لوگو! اگر تمہیں کچھ مانگنا ہے تو اللہ سے مانگو، لیسأل احدکم ربّہ حاجتہ کلّھا حتّی یسأل شسع نعلہ اذا انقطع ،ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ابن عباّس کو توحید کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا،اذا سألت فاسأل اللہ، جب تو مانگے تو اللہ سے مانگ ،اور جب تو مدد چاہے تو اللہ سے مانگ، فاذا استعنت فاستعن باللہ ، یہ جان لو کہ پوری دنیا متّحد ہو کر بھی اللہ کی اجازت کے بغیر تمہیں فائدہ نہیں پہونچاسکتی ،اور نہ نقصان پہونچاسکتی ، واعلم انّ الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوک بشیء لم ینفعوک الا بشیء قد کتبہ اللہ تعالیٰ لک وان اجتمعت علی ان یضروک بشیء، لم یضروک بشیء الا قد کتبہ اللہ علیک۔

سامعین بزم!

اللہ کی وحدانیت کے اقرار کے بغیر انسان کی نماز، روزہ، حج ،زکوٰۃ، اور

تمام عبادات بیکار اور بے سود ہیں ،کلمہ توحید کے اقرار کے بغیر انسان اندھا اور بہرا ہے،**قل ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر**،یہی وہ کلمہ توحید ہے،جس نے صحابہ کرام کی ویران زندگی کو مزین کر دیا،یہی وہ کلمہ توحید ہے،جس نے صحابہ کرام کی (۳۱۳) کی تعداد کو استقامت عطا کی تھی ،لہذا اگر آج ہم کامیابی و کامرانی کی منزلوں کو طے کرنا چاہتے ہیں ،اور ہمیشہ ہمیش کی زندگی سنوارنا چاہتے ہیں ،تو ہمیں کہنا پڑے گا،**انّ صلوتی و نسکی ومحیای و مماتی لله ربّ العالمین لا شریک لـه و بذالک امرت وانا اوّل المسلمین** ،کہ میری نماز ،میرا حج ،میرا مرنا ،میرا جینا ،سب اللہ کے لئے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں ،اور اسی کا مجھے حکم ہے،اور میں سب سے پہلے سر جھکانے والا ہوں ،اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عقیدہ کو سنوارنے اور وحدانیت کا گیت گانے کی توفیق عطا فرمائے ،آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

☆☆☆☆

عصرِ حاضر میں

سیرت رسولؐ کی اہمیت وافادیت

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم امابعد : فقد قال الله تعالیٰ فی القرآن الکریم اعوذبالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم لقد کان لکم فی رسول الله اسوةٌ حسنة وقال رسول صلی الله علیہ وسلم اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمَا

صدر ذی وقار حکم صاحبان معزز سامعین بزم!

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا ،لوح و قلم تیرے ہیں

حضرات!

آج جبکہ پوری دنیا بالخصوص سرزمین ہند آگ کی بھٹی میں سلگ رہی ہے، پوری دنیا ظلم وستم اور عصیان وطغیان کی حکومت تلے کراہ رہی ہے، تمام باشندگان

عالم، خواہ وہ مشرق کا رہنے والا ہو، یا مغرب کا، خواہ وہ شمال کا باشندہ ہو، یا جنوب کا، مصائب و پریشانیوں کے دلدلوں میں پھنسے ہوئے ہیں، ہر کس و ناکس اپنے حال اور قال کے ذریعہ شکوہ وگلہ کرتا ہوا نظر آرہا ہے، باپ کو اپنے بیٹے سے شکایت ہے، ماں کو اپنی بیٹی سے شکایت ہے، بھائی کو بھائی سے شکایت ہے، بہن کو بہن سے شکایت ہے، شوہر کو بیوی سے شکایت ہے، بیوی کو شوہر سے شکایت ہے، استاذ کو شاگرد سے شکایت ہے، شاگرد کو استاذ سے شکایت ہے، حاکم کو محکوم سے شکایت ہے، اور محکوم کو حاکم سے شکایت ہے، کہیں ذات پات کا جھگڑا ہے، تو کہیں اتحاد واتفاق کا فقدان، غرض یہ کہ پوری دنیا میں **ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس** کا دور دورا ہے، پوری دنیا میں کرپشن پھیل چکا ہے، کل جو مسلمان ۳۱۳ کی تعداد میں ہوتے ہوئے بھی کفار ومشرکین کی ایک بڑی تعداد کو دھول چاٹنے پر مجبور کر دیا کرتے تھے، آج وہی مسلمان پوری دنیا میں مظلوم ومقہور، اور ظلم وستم کی چکی میں پستے ہوئے نظر آ رہے ہیں، ظالم شیروں اور چیتوں کی طرح ان پر پیہم حملے کر رہے ہیں، ان کے سامنے ان کی بیویوں کی عصمت دری کی جا رہی ہے، ان کے گھروں کو ویران کیا جا رہا ہے، مگر بیچارے مسلمان ہیں، جو سکوت وجمود کے لبادے اوڑھے بیٹھے ہیں، نہ انہیں بولنے کی طاقت ہے اور نہ ہی کمر بستہ ہونے کی قوت، اسکی وجہ یہ ہیکہ مسلمانوں نے تعلیمات نبوی ﷺ کو فراموش کر دیا ہے، ان کے آئیڈیل بدل چکے ہیں، انہوں نے اپنا اسوہ اور رہنما اللہ اور رسول ﷺ کے بجائے

غیروں کو بنا رکھا ہے جبکہ قرآن ببانگ دہل ڈنکے کی چوٹ اعلان کرتا ہے، **لقد کان لکم فی رسول ﷺ اسوۃ حسنہ:۔** تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی، ایک بہترین اسوۂ ونمونہ ہے، زندگی کے کسی گوشہ سے تمہارا تعلق ہو، کسی بھی شعبۂ حیات سے تم وابستہ ہو، تمہارے اتّباع وتقلید کے لئے کامل اسوۂ محمد عربی ﷺ ہیں، علامہ سید سلیمان ندویؒ نے ایک مرتبہ تقریر کے دوران فرمایا تھا۔

اگر تم دولت مند ہو تو مکّہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی پیروی کرو، اگر غریب ہو تو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی داستان سنو، اگر تم بادشاہ ہو، تو سلطان عرب کا حال پڑھو، اگر تم رعایا ہو، تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو، اگر تم استاذ ومعلّم ہو، تو صفہّ کی درسگاہ کے معلّم قدس کو دیکھو، اگر تم شاگرد ہو، تو روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے کی باتیں سنو، اگر تم واعظ اور ناصح ہو تو مسجد نبوی کے منبر ومحراب پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو، اگر تم اپنے کاروبار اور نظم ونسق درست کرنا چاہتے ہو تو بنی نضیر، خیبر اور فدک کی زمینوں کے مالک کے کاروبار کو دیکھو ، اگر تم یتیم ہو تو عبداللہ اور آمنہ کے جگر گوشہ کو نہ بھولو، اگر تم بچہ ہو تو حلیمہ سعدیہ کے لاڈلے کو دیکھو، اگر تم جوان ہو تو مکہ کے چرواہے کی سیرت پڑھو، اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہ اور عائشہ کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو، اگر تم اولاد والے ہو تو فاطمہ کے باپ اور حسن وحسین کے نانا کا حال پوچھو، غرض تم جو کوئی بھی اور جس حال میں بھی ہو تمہاری زندگی کیلئے نمونہ تمہاری سیرت کی درستی واصلاح کیلئے

سامان تمہارے ظلمت خانے کیلئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد عربی ﷺ ہیں ،جن کے سامنے شاہ وگدا، امیر وغریب ،محمود وایاز سب ایک ہیں، جن کی صدا اٹھتی ہے، **لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولالابیض علی اسود ولا لاسود علی ابیض الاّ بالتقوی،** جس نے یہ اعلان کیا تھا **ارحموامن فی الا رض یر حمکم من فی السماء،** تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

بلا شبہ اے مسلمانو !اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا مستقبل تابناک ہو، اگر ہم تاریک رات کے آفتاب و ماہتاب بننا چاہتے ہیں تو ہمیں سیرت نبوی کو مضبوطی سے تھامنا پڑے گا اور کہنا پڑے گا،

نبھائیں گے فنا کے بعد بھی رسم محبت کو
غبار راہ بن کر ہم نہ چھوڑیں گے ترا دامن

☆☆☆☆

محمد فاتح عالمؐ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد! فقد قال الله تعالی انّ لك لا جراغیر ممنون ،وانك لعلی خلق عظیم ، و قال رسول الله ﷺ انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق او کما قال علیه الصلوۃ والسلام ۔

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں ،وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

سامعین بزم !

اللہ تعالیٰ نے ہر زمان میں، ہر مکان میں، ہر دور میں، ہر صدی میں ایسے ایسے فاتحین کو وجود بخشا ہے ،جنہوں نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر اور اپنے

شمشیر وسناں کے زوروں پر، دنیا کو فتح کرنے کی، ملکوں پر حکومت کرنے کی، اور انسانی کائنات کو اپنے سامنے جھکانے کی پیہم کوششیں کی، کبھی چنگیز، ہلاکو کی شکل میں، تو کبھی سکندر اعظم کی شکل میں، کبھی ہٹلر کی شکل میں، تو کبھی شام کے حافظ الاسد اور بشار الاسد کی شکل میں، لیکن ان تمام کے باوجود اگر تاریخ کی اوراق گردانی کی جائے اور پوچھا جائے کہ بتاؤ کیا تاریخ میں کوئی ایسا فاتح اعظم بھی گزرا ہے، جس نے کانٹے بچھانے والوں کے لئے پھول بچھایا ہو، جس نے پتھر برسانے والوں کے گلوں میں موتیوں کا ہار ڈالا ہو، جس نے پاگل کہنے والوں کی طرف دست الفت ومحبت دراز کیا ہو،

اے انقلاب دوراں سن! اے تاریخ کان لگا! اگر تجھے ایسے فاتح اعظم کی تلاش ہے تو سرزمین عرب کی طرف نگاہ دوڑاؤ، وہاں تجھے ملے گا، فاتح اعظم سرکار دو عالم محمد عربی ﷺ صدائے حق بلند کر رہے ہیں، اور زمانے کو مخاطب کر رہے ہیں، (**یا ایہا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا**) یہ صدائے حق ایسے وقت میں بلند ہوتی ہے جب کہ فرعونیت رقص کر رہی ہوتی ہے، اور قارونیت دندنا رہی ہوتی ہے۔

حضرات:۔

آپ ﷺ نے جونہی اپنی قوم کو دین کی دعوت دی، بھٹکے ہوئے راہوں کو راہیاب کرنے کی کوشش کی، تو اس کے جواب میں مشرکین عرب اٹھ کھڑے ہوئے

،اور آپ ﷺ کو ہر طرف سے پریشان کرنے لگے آپ کی راہوں میں کانٹے بچھانے لگے، آپ کی گردنوں پر اونٹ کی اوجھڑی ڈالنے لگے، آپ سے رشتے ناطے توڑنے لگے لیکن آپ نے ان تمام مصائب و پریشانیوں کا مقابلہ خوشی بہ خوشی کیا، سختی کا جواب نرمی سے دیا، کانٹوں کا جواب پھولوں سے دیا ،ڈانٹ کا جواب محبت سے، تکبر کا جواب تواضع سے دیا، بے وفائی کا جواب وفائی سے دیا، اور صاف فرمادیا، ارے او مشرکین عرب! اگر تم ہمارے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند بھی رکھ دو، پھر بھی ہم تمہارے پاس صدائے حق بلند کرتے رہیں گے، خواہ چلچلاتی دھوپ ہو یا موسلا دھار بارش، خواہ شدت کی گرمی ہو یا کڑاکے کی ٹھنڈک، خواہ روز ہو یا شب ان تمام چیزوں سے بے پرواہ ہوکر ہم اپنی دعوتی مشن کو جاری رکھیں گے، اور تمہارے گھروں کے دروں کے دروازوں پر دستک دیتے رہیں گے، اگر تم سو بار انکار کروگے تو ہم ہزار بار اصرار کریں گے، اسی بنیاد پر جب رسول اللہ ﷺ نے سرزمین طائف کا قصد کیا کہ وہاں کے لوگوں کو دین کی دعوت دی جائے، حق کا پیغام سنایا جائے تو وہاں کے اوباش لونڈوں نے آپ ﷺ پر پتھروں کی بارش شروع کردی حتی کہ آپ ﷺ کا خون آپ کی جوتیوں میں جم گیا جس کی تصویر کشی کسی شاعر نے یوں کی ہے۔

تڑپ اٹھتا ہوں جب طائف کا منظر یاد آتا ہے

کہ زخموں سے بھرا جسم پیمبر یاد آتا ہے

رحمت الٰہی جوش میں آتی ہے، غضب الٰہی بھڑک اٹھتا ہے، حکم خداوندی

ہوتا ہے، جاؤ! میرے دلارے کو تسکین دو، فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں، کہ اے محمّد صبر کا پیمانہ چھلک اٹھا ہے، اگر آپ اجازت دیں تو ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ان طائف والوں کو پیس دوں، اے انقلاب دوراں سن! اے تاریخ کان لگا! اگر محمد چاہتے تو اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں ایٹم بم سے نہیں، چٹّان سے دے سکتے تھے لیکن کیا جواب دیا ۔

جناب رحمت اللعالمین نے سن کے فرمایا
کہ میں اس دہر میں قہر وغضب بن کر نہیں آیا
میں کیوں ان کے لئے قہر الٰہی کی دعا مانگوں
بشر ہیں بے خبر ہیں کیوں تباہی کی دعا مانگوں

ارے او مشرق ومغرب والو!

سکندر اعظم کی فتح سے تلوار کی جھنکار سنائی دیتی ہے لیکن محمّد فاتح عالم کی فتح سے **لا تثریب علیکم الیوم** کی صدا بازگشت کرتی ہے، ہٹلر کی تلوار سے خون کے قطرے ٹپکتے ہوئے نظر آتے ہیں، لیکن محمد فاتح عالم کی ذات سراپا رحمت اللعالمین نظر آتی ہے، چنگیز خان کی زبان سے طعن وتشنیع کے الفاظ نکلتے ہیں، لیکن محمد فاتح عالم کی زبان سے **الیوم یوم المرحمۃ** کی صدا بازگشت کرتی ہے۔

آئے دنیا میں بہت پاک ومکرم بن کر
کوئی آیا نہ مگر رحمت عالم بن کر

ارے او شمال و جنوب والو!

میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں، کہ کیا عراق میں عورتوں کو بیوہ نہیں بنایا گیا؟ کیا فلسطین میں بچوں کو یتیم نہیں بنایا گیا؟ کیا شام میں بمباری کے ذریعہ لوگوں کے مکانات و محلات کو نہیں ڈھایا گیا؟ ارے او دنیا والو! تم کیوں خاموش ہو؟ تمہاری زبان کیوں بند ہو چکی ہے؟ تم کیوں نہیں جواب دیتے؟ ہاں! ہاں، دشمنان خدا نے اپنی طاقت و قوت کی زوروں پر ان ممالک کو فتح کیا ہے، لیکن کیا محمّد فاتح عالم نے عورتوں کو عزت نہیں بخشی؟ کیا محمد فاتح عالم نے بچوں کو آنکھوں سے نہیں لگایا؟ کیا محمد فاتح عالم نے بوڑھوں اور معذوروں کا اکرام نہیں کیا؟ پھر تم کیوں محمد پر کیچڑ اچھالتے ہو؟ کیوں محمد فاتح عالم کو دہشت گرد قرار دیتے ہو؟ کان کھول کر سن لو! اسی طرح اگر تم ذات محمدیہ پر کیچڑ اچھالتے رہے اگر تم نے اپنی زبان پر لگام لگانے کی کوشش نہیں کی، تو یاد رکھو تمہاری زبان کھینچ لی جائے گی، ہاتھ توڑ دئے جائیں گے، قدم کاٹ دئے جائیں گے، کیوں کہ ۔

فانَّ أبی و والده و عرضی
لعرض محمد منکم وقاء

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

☆☆☆☆

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور اخلاق حسنہ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امّا بعد :قال الله تعالی ، وما ارسلناك الا رحمة للعالمین ، وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ،

امتِّ محمدیہ کے پاسبانو!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے پوری کائنات کو وجود بخشا، آسمان کو سورج سے، چاند سے، ستاروں سے مزین کیا، زمین کو شجرات سے، حجرات سے، آراستہ و پیراستہ کیا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو اس ذات کیلئے تیار کیا جسے ہم اور آپ حبیب کائنات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جانتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو نہ یہ آسمان ہوتا، نہ یہ زمین ہوتی، نہ یہ کائنات ہوتی، نہ یہ ہوائیں ہوتیں، نہ یہ فضائیں ہوتیں دنیا کی کوئی چیز وجود میں نہ آتی، دنیا کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تیار کیا، آدمؑ آئے، نوحؑ آئے، موسیٰؑ آئے، عیسیٰؑ آئے، ہودؑ آئے، لوطؑ آئے، تمام کے تمام انبیاء کرام اس دنیا میں تشریف لائے لیکن اللہ نے کسی نبی سے یہ نہیں کہا

، کہ اے آدمؑ! اے نوحؑ! ، اے ہودؑ ، اے صالحؑ ، اے شعیبؑ ، اے موسیٰؑ ، اے عیسیٰؑ ، میں نے یہ کائنات تیرے لئے پیدا کیا ہے، لیکن پیارے نبی ﷺ سے مخاطب کر کے فرمایا اے میرے محبوب، اے میرے پیارے حبیب، اے میرے نورِ نظر اگر تو نہ ہوتا، نہ یہ آسمان ہوتا، نہ زمین ہوتی، نہ یہ چاند ہوتا، نہ یہ سورج ہوتا، نہ یہ آفتاب ہوتا، نہ یہ مہتاب ہوتا نہ یہ ستارے ہوتے، نہ یہ پہاڑ ہوتا، نہ یہ دھرتی ہوتی، نہ یہ درخت ہوتے ، نہ یہ ہوائیں ہوتیں، نہ یہ فضائیں ہوتیں، اے میرے محبوب! اے میرے نور نظر! میں نے یہ پوری کائنات تیرے لئے بنائی ہے۔

میرے عزیز دوستو!

یہ ہمارے لئے فخر کی بات ہے، کہ اللہ تعالی نے ہمیں اس نبی کی امّت میں پیدا فرمایا جس نبی کی امت میں پیدا ہونے کیلئے انبیاء کرام نے بھی دعائیں کی ہیں اور کہا ہے: اے میرے پروردگار! مجھ سے میری نبوت کو لے لے لیکن میری تخلیق اور میری پیدائش اس نبی کی امّت میں فرما، یہ ہماری خوش نصیبی کی بات ہے، یہ آپ کیلئے خوش نصیبی کی بات ہے، کہ اللہ نے ہمیں اور آپ کو امّت محمدیہ میں پیدا فرمایا، اگر چہ یہ امت سب سے بعد میں آئی ہے، لیکن اللہ تعالی اس امّت کو سب سے پہلے جنت میں داخل فرمائے گا،

برادران اسلام!

اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی ۶۳ سال پر مشتمل ہے، اللہ کے رسول ﷺ کو

اس دنیا کے لئے ایک آئڈیل اور ایک اسوہ بنایا گیا، جیسا کہ قرآن اشارہ کرتا ہے ،**لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة**،اے دنیا کے لوگو! خواہ وہ مشرق کا رہنے والا ہو، یا مغرب کا، خواہ وہ شمال کا رہنے والا ہو، یا جنوب کا، خواہ وہ ہندو ہو یا برہمن، خواہ وہ سکھ ہو، یا عیسائی، خواہ وہ یہود ہو یا نصاریٰ خواہ وہ کچھ بھی ہو، ان تمام کے تمام لوگوں کیلئے محمد عربی ﷺ اس دنیا میں بھیجے گئے ہیں، اگر کھانا ہو تو محمد عربی ﷺ کی تقلید کرو، اگر پینا ہو تو محمد عربی ﷺ کی تقلید کرو، اگر سونا ہو تو محمد عربی ﷺ کے طریقہ پر سوؤ، اگر جاگنا ہو تو محمد عربی کے طریقہ پر جاگو اگر چلنا ہو تو محمد عربی ﷺ کی طرح چلو اگر کپڑا پہننا ہو تو محمد عربی ﷺ کے مطابق کپڑا پہنو، اگر فکر بنانی ہو تو محمد عربی ﷺ کی فکر بناؤ، تم نے فکر بنالی ہے شیاطین کی، تم نے فکر بنالی ہے ان مردودوں کی جو کہ اسلام کے کٹّر دشمن ہیں، اللہ نے ہمیں حکم دیا تھا ہم فکر بنائیں، ہم چہرہ بنائیں محمد عربی ﷺ کی طرح، وہ ہمارے آئیڈیل ہیں، ہم نے انکو چھوڑ کر کس وادی میں ڈال دیا ہے۔

میرے عزیز دوستو!

اللہ کے رسول ﷺ نے پوری دنیا کو، پوری کائنات کو، تمام دعوتوں میں سب سے زیادہ دعوت اخلاق کی دعوت دی ہے، پوری امّت کو بتایا، اے لوگو! اسلام میں سب سے عظیم چیز اخلاق ہے، تم نے اگر اخلاق حسنہ کو اپنالیا تو تم جنّتی ہو جاؤ گے، تم نے اگر کردار عالی کو اپنالیا تو تم جنّتی ہو جاؤ گے، اگر تم نے کسی کو خوش رکھا تو تم جنّتی

ہو جاؤ گے، اللہ کے رسول ﷺ نے اسے کر کے دکھایا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے اسلام کو پھیلایا، دین کو پھیلایا اپنے اخلاق کے ذریعہ سے، اپنے کردار کے ذریعہ سے، میں اپنے نوجوان بھائیوں سے کہوں گا، آپ میں سے ہر ایک سے کہوں گا، کہ ہمارے اخلاق کہاں چلے گئے ہیں؟ ہم نے نماز قائم کی، ہم نے روزہ رکھا، ہم نے حج کیا، لیکن ہماری ذات سے دوسروں کو تکلیف پہنچ رہی ہے، ہماری عبادت کس کام کی ہے، ہمارے نبی ﷺ نے کسی کو تکلیف نہیں پہنچائی تھی، ہمارے نبی ﷺ نے کسی کو ٹھیس نہیں پہونچائی تھی، ہمارے نبی ﷺ نے کسی پر انگلی نہیں اٹھائی تھی، کسی کو برا نہیں کہا تھا، آج ہم انہیں کے امّتی ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے اخلاق کو بلند کیا تھا، کیا آپ نے نہیں سنا اس بڑھیا کا واقعہ؟ کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک بوڑھی عورت کو دیکھا کہ وہ بوڑھی عورت اپنے سر پر گٹھری اٹھائے ہوئے جا رہی تھی، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا میری دادی تو کہا جا رہی ہے؟ بوڑھی عورت نے کہا اے نوجوان! مکّہ میں ایک شخص ہے جس کا نام محمد ہے اس کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ محمد جادوگر ہے، محمد دیوانہ ہے، محمد مجنوں ہے، یہ محمد نے لوگوں کو بہکا تا رہتا ہے، اے میرے بیٹے اگر تیری ملاقات اس سے ہو تو اسکی بات مت سننا، مخاطب کون ہیں، جن سے باتیں ہو رہی ہیں وہ محمد ہیں، بوڑھی عورت محمد سے کہہ رہی ہے کہ محمد کی بات مت سننا، لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے ایک لفظ جواب نہیں دیا کہ میں ہی محمد ہوں، اللہ کے رسول ﷺ کے اخلاق پر جان قربان، فرمایا میری دادی آپ اپنی گٹھری کو

میرے سر پر لاددو، میں آپ کی منزل مقصود تک پہونچادوں گا، اللہ کے رسول ﷺ نے اس بوڑھی کی گٹھری کو اپنے سر پر رکھ لی، آگے آگے محمد جارہے ہیں، پیچھے پیچھے بوڑھی عورت، کہتے سناتے جارہی ہے میرے لال اس محمد کی بات مت سننا، اس محمد سے ملاقات مت کرنا، محمد تو بیوقوف ہے محمد کو تو تیرے جیسا انسان ہونا چاہئے، آگے آگے محمد ﷺ جارہے پیچھے پیچھے بوڑھی عورت گالیاں دیتے ہوئے جارہی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ایک بھی لفظ جواب نہیں دیا، اللہ کے رسول ﷺ جب انکے گھر پہنچے، فرمایا میری پیاری دادی، اب آپ اپنے گھر پہنچ چکی ہیں، آپ اپنی گٹھری کو اپنے حوالے لے لیں، اور میں چل رہا ہوں، بوڑھی عورت نے کہا اے میرے پیارے لاڈلے، تو کہاں جارہاہے، نہ تو مجھے پہچانتا ہے، نہ میں تجھے پہچانتی ہوں، آخر تو کون ہے، جو کہ میری گٹھری کو میری منزل مقصود تک پہونچادیا، تو نے میرے لئے کیوں مشقتیں برداشت کی، آخر تو مجھے بتا کہ تو کون ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، میری پیاری دادی میں وہی محمد ہوں، جس محمد کو لوگ دیوانہ کہ رہے ہیں، میں وہی محمد ہوں، جس محمد کو لوگ جادوگر کہہ رہے ہیں، میں وہی محمد ہوں، جس محمد کو لوگ پاگل کہہ رہے ہیں، میں وہی محمد ہوں، جس محمد کو لوگ مجنوں کہہ رہے ہیں، اتنا سننا تھا کہ بوڑھی عورت کی آنکھوں میں آنسو آجاتا ہے، اور وہ قدم پر گرپڑتی ہے، اور کہتی ہے، اے میرے پیارے، اے میرے لال، مجھ سے گستاخی ہوگئی، اگر تو ہی محمد ہے، اور محمد کا دین ایسا ہے، اگر محمد کے اخلاق ایسے ہیں، تو میری جان تجھ پر قربان ہے، میں تیرے

دین پر ایمان لاتی ہوں، عزیز دوستو! آپ اپنے اخلاق کو بلند کیجئے، اگر آپ کے اخلاق اچھے ہونگے تو جنت آپ کے قدموں کے نیچے ہوگی، آپ اپنے اخلاق کے ذریعہ، آپ اپنے کردار کے ذریعہ، ایسے مقام کو پا سکتے ہیں، جس مقام کو ایک عابد شخص اپنی عبادت کے ذریعہ نہیں پا سکتا ہے، جبکہ اسکی ذات سے دوسروں کو تکلیف پہونچ رہی ہو،

عزیز دوستو!

اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں سب سے عظیم چیز وہ اللہ کے رسول ﷺ کے اخلاق تھے، اگر تم نے اخلاق حسنہ کو اپنا لیا، تو تم جنّتی ہو جاؤ گے، ایسی جنّت جس کی ایک اینٹ سونے کی ہے تو دوسری اینٹ چاندی کی ہے، جس کے سامنے شہد کی نہریں جاری ہیں، دودھ کی نہریں جاری ہیں، جس نہر میں نہ کنکر ہے نہ پتھر ہے، اس میں ایسی ایسی حوریں ہیں، جو کافور سے بنی ہیں، جو زعفران سے بنی ہیں، جو مشک سے بنی ہیں، ایسی ایسی حوریں جو ایک مرتبہ سمندر میں تھوک ڈال دیں تو ساتوں سمندر شہد سے بھی زیادہ میٹھے ہو جائیں، اگر وہ انگلی کو سورج کی طرف اٹھائے، تو سورج بے نور ہو جائے، اگر وہ مردوں سے باتیں کرنے لگیں، تو مردے زندہ ہو جائیں، اور اگر زندوں سے باتیں کرنے لگیں تو زندوں کے کلیجے پھٹ جائیں، اگر وہ دوپٹہ کو ہوا میں لہرا دے تو ساری کائنات میں خوشبو پھیل جائے، ایک بال زمین پر ڈال دے تو سارا جہان روشن ہو جائے، جب وہ باتیں کرنے لگیں، تو جنت میں گھنٹیاں بجنے لگیں

،ایسی جنت کی تیاری کرو جو کہ یہ صدا لگا رہی ہے، کہ اے میرے پروردگار میرے پھل پک چکے ہیں ، میری شہد کی نہریں چھلک اٹھی ہیں ، اے میرے پروردگار! اپنے نیک بندوں کو جلدی بھیج ، اس کے مقابل میں جہنم یہ صدا لگا رہی ہے، اے میرے پروردگار میں بھوک کے مارے تڑپ رہی ہوں ، میرے آگ کے انگارے بھڑک رہے ہیں، اپنے برے بندے کو جلدی بھیج تا کہ میں انہیں اپنا لقمہ بناؤں ،

اللہ تبارک وتعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور آپ سب کو اخلاق حسنہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے ،

کیونکہ شاعر کہتا ہے،

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت سے نہ نوری ہے نہ ناری ہے

☆☆☆

ہندوستانی مسلمانوں کا
حال یا مستقبل

حامداومصلیا اما بعد : فقد قال الله تعالی فی القرآن المجید،اعوذ باالله من الشیطٰن الرجیم۔ بسم الله الرحمٰن الرحیم ،ان الله لا یغیر ما بقوم حتّیٰ یغیرواما بأنفسهم واذا ارادلله بقوم سوء ا،فلا مردّله وما لهم من دونه من وال ،

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت بدلنے کا

صدرذی وقار، حکم صاحبان، سامعین بزم:

آج مجھے جس موضوع پر لب کشائی کا موقع ملا ہے وہ موضوع اس قوم سے متعلق ہے جس کو قرآن نے **کنتم خیر امة** کے لقب سے ملقّب کیا ہے، جس کو قرآن نے وکذالک جعلنا کم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس کی صفت سے متصف کیا ہے، جس کو ربّ کائنات نے اس دھرتی

کا، اور زمین کا خلیفہ، اور جانشیں بنا کر مبعوث کیا، جس قوم نے ضلالت و گمراہی میں دم توڑتی ہوئی امت کو راہ نجات عطا کی ہے، جس قوم نے پوری سرزمین ہند میں انّ اللہ یا مر بالعدل والاحسان و ایتاء ذی القربی کے پیغام پر عمل کرتے ہوئے عدل و انصاف کے پرچم کو لہرایا ہے، جس قوم نے سرزمین ہند میں ذات پات، اونچ نیچ، بھید بھاؤ، اور کالے گورے کا جھگڑا ختم کرتے ہوئے، لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لابیض علی اسود ولا لاسود علی ابیض الا بالتقوی کے اصول و قانون کو لاگو کرنے میں پوری کوششیں صرف کردی ہے، جس قوم نے من کے کالے، اور تن کے گورے کی حکومت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے اپنی بیویوں کو بیوہ، اور بچوں کو یتیم بنایا، جس قوم نے ۱۹۴۷ سے پہلے غلام ہندوستان کو آزادی کا پروانہ دلانے کے لئے اس سرزمین کو اپنے خونوں سے رنگین کیا، وہ قوم ہندستانی مسلم قوم ہے۔

لیکن افسوس صد افسوس:

آج اسی قوم کے تابناک ماضی کو مٹانے کی پوری کوششیں کی جارہی ہیں، ان کے آباء و اجداد کے زندہ و جاوید نقوش کو تاریخ کی کتابوں سے مٹایا جارہا ہے، ان کے اکابرین اور سپوتوں کو مختلف اور برے القاب سے ملقب کیا جارہا ہے۔ آج اس کی داستان پارینہ کو خونی بنا کر پیش کیا جارہا ہے، آج اس کے مجاہدین کو ملک کا غدار اور دیش دروہی کی شکل دی جارہی ہے، آج اس کی تمام ماضی کی قربانیوں کو فراموش کیا جارہا ہے، جن

مساجد میں سر ٹیک ٹیک کر ملک کی آزادی کے خواب کو شرمندہ تعبیر کیا گیا تھا، آج انہیں مساجد میں تالے لگائے جا رہے ہیں، جن مدارس ومکاتب کے نوجوانوں نے آزادی کی خاطر پھانسی کے پھندے کو چوما تھا، انہیں مدارس ومکاتب کو دہشت گردی کا اڈہ قرار دیا جارہا ہے، جس سرزمین کو خون جگر سے سینچا گیا تھا، آج وہی سرزمین تنگ دا منی کی شکایت کررہی ہے، اے سرزمین ہند! میں تجھ سے پوچھنا چاہتا ہوں! بالاکوٹ کے میدان کی پیاس کو خونوں سے بجھانے والی قوم کون تھی؟ آخر وہ کون تھے جنہوں نے تجھ کو جامع مسجد اور قطب مینار سے حسین وجمیل بنایا؟ اے سرزمین ہند! تو خاموش کیوں ہے؟ تو جواب کیوں نہیں دیتی! وہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے تحریک آزادی کا اعلان کیا؟ جنہوں نے انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کا فتویٰ دیا؟ لیکن مجھے جواب چاہئے، اے سرزمین ہند! آج کس جرم کی سزا میں مسلمانوں کے ہاتھوں، اور پیروں میں زنجیریں ڈالی جارہی ہیں؟ آج کس گناہ کی پاداش میں انہیں قید وبند کی صعوبتیں بردا شت کرنی پڑرہی ہے؟ آج کیوں ان کے بچوں کے مستقبل کے ساتھ کھلواڑ کیا جارہا ہے؟ مجھے پوچھنے دیا جائے! آخر کس گناہ کے نتیجہ میں راجستھان کے اندر اِفراز الاسلام کو تہ تیغ کیا گیا؟ آخر کس گناہ کے نتیجہ میں حافظ جنید کو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا؟ کیا ویر عبدالحمید نے اسی لئے ٹینک توڑا تھا تاکہ ان کی اولاد کی زندگی کے ساتھ کھلواڑ کیا جائے؟ کیا اشفاق اللہ خان نے اسی لئے جام شہادت نوش کیا تھا، تاکہ انکے خاندان کو صفحہ ہستی سے مٹایا جائے؟ اے سرزمین ہند! اگر تو جواب دینے سے قاصر ہے؟ اگر تو

بھی حکومت ہند کی طرح گونگی اور بہری ہو چکی ہے؟ اگر تو بھی مسلمانوں کے تابناک ماضی کو بھلا کر ان کے حال کے ساتھ کھلواڑ کرنا چاہتی ہے؟ اگر تو بھی مسلمانوں کی زندگی کو پامال کرنا چاہتی ہے تو میں مسلم قوم سے پوچھتا ہوں کہ اے مسلمانو! آخر یہ ظلم و ستم کب تک برداشت کرتے رہو گے؟ آخر کب تک بابری مسجد چیختی اور چلاتی رہیں گی؟ آخر کب تک تمہارے بچے جیلوں کی سلاخوں میں زندگی برباد کرتے رہیں گے؟ آخر کب تک تمہارے مدارس و مکاتب پر تہمتوں کی برسات کی جاتی رہے گی؟ آخر کب تک اخلاق و سہراب جیسے بے گناہ لوگوں کی گردنیں کٹتی رہیں گی؟ آخر کب تک مسلم پر سنل لا کی مداخلت برداشت کرتے رہو گے؟

اے مسلمانو!

......ہمارے پیروں میں بیڑیاں ڈالی گئی مگر ہم خاموش رہے، ہمارے قدموں کو ترقی کی طرف بڑھنے سے روکا گیا مگر ہم خاموش رہے، ہمارے بوڑھوں، اور جوانوں کو بے جا قتل کیا گیا مگر ہم خاموش رہے، لیکن اسی خاموشی کا نتیجہ ہے کہ آج ہمارے قرآنی احکام کو بدلنے کی کوشش کی جارہی ہے، آج ہمارے رسول کے تقدس کو پامال کرنے والے سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسی مردود اور شیاطین کے لئے دیدۂ و قلب فرش راہ کیا جارہا ہے، اسی مہر سکوت نہ توڑنے کا نتیجہ ہے کہ آج پارلیمنٹ راجیہ سبھا اور عدالت عظمی میں بھی ہمارے خلاف آوازیں بلند کی جارہی ہے اور صدائے حق، صدا بصحرا ثابت ہورہی ہے۔

اے مسلمانو!

اگر آج ہمیں ایک طرف اپنے دشمنوں کی طرف سے شکایت ہے، تو وہیں دوسری طرف ہمیں اپنی مسلم قوم سے گلہ وشکوہ ہے، اگر ہم نے قرآن وحدیث کو مشعل راہ بنایا ہوتا تو ہمارا راستہ تاریک نہ ہوتا، اگر ہم نے اخوت و بھائی چارگی کے دامن کو مضبوطی سے تھاما ہوتا، تو دشمنان اسلام کو خندہ زنی کا موقع نہ ملتا، اگر ہم نے اپنی ماؤں اور بہنوں پر بے جا ظلم نہ کیا ہوتا، تو آج حکومت ہند کو مفتی بننے کا موقع نہ ملتا، اگر ہم نے اپنی تاریخ کا مطالہ کیا ہوتا تو آج ہمارے مسلم نو جوانوں کا خون سرد نہ پڑتا، اگر ہم نے سلمان وشاہ رخ جیسے بیوقوفوں کو اپنا آئڈیل نہ بنایا ہوتا تو آج ہمارے رسول کی ذات پر کیچڑ نہ اچھالا جاتا، اگر ہم نے اتحاد واتفاق کی رسّی کو مضبوطی سے تھاما ہوتا تو آج کاس گنج کے نام نہاد ہندو قوم کی لگائی ہوئی آگ میں نہ جلنا پڑتا، مجھے اس تلخ نوائی پر معاف کیا جائے، اے مسلمانو! مگر مجھے کہنے دیا جائے اگر ہم نے اپنے گھروں میں ٹی وی اور ریڈیو کا استعمال نہ کیا ہوتا تو آج قرآن کی بے حرمتی کا دشمنوں کو موقع نہ ملتا، اگر ہم نے مساجد ومدارس کو آباد کیا ہوتا تو آج شرپسند عناصر کو بدنظری کی ہمت نہ ہوتی، اگر ہم نے دین وسیاست کا بٹوارہ نہیں کیا ہوتا تو آج قارونیت کو دندنانے کا موقع، اور فرعونیت کو رقص کرنے کی جرأت نہ ہوتی اگر ہم نے دنیوی اوراخروی علوم کے درمیان حد فاصل نہ کیا ہوتا تو آج ہماری اولاد سلطان صلاح الدین ایوبی، امام ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم، امام غزالی اور ابن خلدون کی شکل میں پورے ہندوستان

میں مسلمانوں کے مستقبل کو سوارنے، اور چمکانے کا کام انجام دیتی، اگر ہم نے علماء کرام کو پلکوں کو پر بٹھایا ہوتا، انہیں دلوں میں اتارا ہوتا، انکی راہوں میں گلدستوں کو بچھایا ہوتا، ان کی ذات پر کیچڑ نہ اچھالا ہوتا، ان کے دامن کو داغ دار نہ کیا ہوتا تو رب کعبہ کی قسم! آج ان پر دہشت گردی کا الزام نہ لگایا جاتا، آج دشمنوں کو انکے خلاف پروپیگنڈہ کا موقع نہ ملتا، آج یہ علماء کرام ملک وملت کیلئے آفتاب وماہتاب ہوتے۔

اے مسلمانو!

......قرآن روتا رہا مگر ہم دیکھتے رہے، حدیث آنسو بہاتی رہی مگر ہم بے اعتنائی برتتے رہے، مظلوموں پر ظلم ہوتا رہا مگر ہم ہنستے رہے، ظالم ظلم کرتا رہا، مگر ہم خموشی کا لبادہ اوڑھے رہے، جبکہ حدیث پکارہی ہے من رأى منكم منكرا فليغره بيده فان لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه ، قرآن پکاررہا اقيموا الوزن بالقسط ولا تخسروا الميزان۔

سامعین بزم!

آج مسلمان ہند جن حالات کا سامنا کررہے ہیں وہ بڑے المناک ودردناک ہیں، آج انہیں غلامی ومحکومی، پسماندگی ودرماندگی، انتشار وخلفشار، ذلت ونکبت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اوراور چپ وراست سے یہ صدا آرہی ہے۔

کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم
ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

اس کی وجہ صرف اور صرف یہ جس کو کسی شاعر نے یوں کہا ہے ؎

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

اے مسلمانو!

کن کن زخموں کو دکھاؤں، کن کن نشتروں کا تذکرہ کروں، کن کے سامنے اپنے درد دل کا اظہار کروں، اگر ایک طرف برادران وطن ہمارے قلعوں کو مسمار کرنا چاہتے ہیں تو وہیں تو دوسری طرف ہم اختلافی مسائل میں پھنس کر اپنے حال اور مستقبل کو تاریک کرنے میں لگے ہیں، اے مسلمانو! اگر آج بھی ہم نے اتحاد واتفاق کے دامن کو تھامنے کی کوشش کی، قرآن وحدیث کو سینے سے چمٹانے کی کوشش کی، محمد عربی ﷺ کو اپنا آئیڈیل ورہنما بنالیا تو یاد رکھو قرآن آج بھی صدا لگا رہا ہے، وعد الله الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض ، اور ارشاد فرمایا، ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ۹ کہ اے مسلمانو! تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں، یہ ہندوستان کیا پوری دنیا تمہارے سامنے سرنگوں ہوسکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ تمہارا ایمان مضبوط ہو۔

اللہ تعالیٰ مسلمانان ہند کو تمام شرور فتن سے محفوظ فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ

حقوق والدین

حامدا و مصليا امّا بعد : اعوذ بالله من الشيطان الرّجيم بسم الله الرّحمن الرّحيم ، وقضى ربك الّا تعبدوا الا ايّاه وبالوالدين احسانا ،و قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ،اى الاعمال احبّ الى الله ؟ قال ،الصلاة على وقتها ،قلت ،ثمّ اى ؟ قال : برّ الوالدين ، قلت ثمّ ایّ قال " الجهاد فى سبيل الله ،، (متّفق عليه)

دینی واسلامی بھائیو!

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ماں باپ کی شکل میں ایسا قیمتی ہدیہ عطا فرمایا ہے، جس کی قیمت کی ادائیگی بڑی بڑی جائداد اور بے شمار دولت کے ذریعہ بھی نہیں کرسکتا، والدین کا مقام ومرتبہ گزشتہ تمام شریعت سماویہ میں بلند رہا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے ،واذا اخذنا ميثاق بنى اسرائيل لا تعبدون الّا الله وبالوالدين احسانا ، یاد کرو اس وقت کو جبکہ ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم لوگ

صرف اور صرف ایک اللہ کی عبادت کرو گے، اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو گے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس امّت محمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ،وقضی ربک الاّ تعبدوا الاّ ایاہ وبالوالدین احسانا ،اور تیرے رب نے قطعی حکم دیا ہے، کہ اس کے سوا کسی کی پوجا مت کرو، اور ماں باپ کے ساتھ خوب اچھا سلوک کرو، اور آگے ارشاد فرمایا ہے، امّا یبلغنّ عندك الکبر احدھما او کلا ھما فلا تقل لھما اف ،ولا تنھر ھما وقل لھما قولا کریما ،، اگر تیری موجودگی میں ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انکے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ عاجزی وانکساری سے پیش آنے اور ان کے لئے دعائے خیر کرنے کا حکم دیا ہے، ارشاد باری ہے، واخفض لھما جناح الذل من الرّحمة وقل ربّ ارحمھما کما ربّیانی صغیرا،

سامعین کرام!

اور ایسا کیوں نہ ہو؟ جس والدہ نے ہمیں اپنے پیٹ میں نو مہینے رکھ کر، تمام تکلیفیں جھیلیں، ان دنوں کے تمام مصیبتوں کو مسکرا کر برداشت کیا، چنانچہ ارشاد باری ہے، ووصینا الانسان بوالدیہ حملته امه وھنا علی وھن ،، ہم نے انسان کو اسکے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، کیوں کہ اسکی ماں نے دکھ

پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا، جسکی وضاحت قرآن کریم کی دوسری آیت سے اس طرح ہوتی ہے، "ووصينا الا نسان بوالديه احسانا حملته امّه كرها ووضعته كرها" اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اسکی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا، اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا،

حضرات!

اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ والدین خواہ امیر ہوں یا غریب، مومن ہوں یا کافر، انکے ساتھ نیک سلوک کیا جائے، انکے حکم کی تعمیل کی جائے اور شرک و بت پرستی کے علاوہ تمام باتوں کی فرما برداری کی جائے، چنانچہ ارشاد باری ہے، "ووصّينا الانسان بوالديه حسنا وان جهداك لتشرك بى ما ليس لك به علم فلا تطعهما" ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے، ہاں اگر وہ یہ کوشش کریں کہ آپ میرے ساتھ اسے شریک کر لیں جسکا آپ کو علم نہیں، تو انکا کہنا نہ مانئے، اسی بات کی نصیحت کرتے ہوئے لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا" وان جهداك على ان تشرك بى ما ليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما فى الدنيا معروفا" اے میرے بیٹے اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کر جسکا تجھے علم نہ ہو، تو انکا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں

انکے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا،

سامعین کرام!

جہاں ایک طرف قرآن کی اتنی ساری آیتیں والدین کے مقام و مرتبہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں، تو وہیں دوسری طرف سیکڑوں ایسی احادیث مبارکہ ہیں جو والدین کی شان عالی کی طرف، انکے حقوق کی ادائیگی کی طرف اشارہ کرتی ہیں، چنانچہ ارشاد نبوی ہے، رضا الرب فی رضا الوالد و سخط الرب فی سخط الوالد، کہ پروردگار کی خوشی میں والدین کی خوشی ہے، اور پروردگار کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے ، اگر تو نے اپنے کردار کے ذریعہ، اپنے اخلاق کے ذریعہ، اپنے اعمال کے ذریعہ، اپنی باتوں کے ذریعہ، اپنے والدین کو خوش کر دیا، تو یاد رکھو تیرا رب بھی تجھ سے خوش ہے، اور اگر تو نے اپنے والدین کو تکلیف پہنچائی، اپنے کردار کے ذریعہ، اپنے اخلاق کے ذریعہ، اپنے اقوال کے ذریعہ دل آزاری کی تو تیری نمازیں، تیری یہ سنّتیں، تیرے یہ نوافل، تیری یہ تلاوتیں، تیرے چہروں پر مار دی جائیں گی۔

حضرات!

لیکن افسوس صد افسوس آج ان ماؤں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں، جن ماؤں نے اپنی اولاد کو نو مہینے اپنے پیٹوں میں رکھا، جس ماں نے بھیک مانگ مانگ کر ہماری پرورش کی تھی، جو ماں بچپن میں ہمارے پیشاب پر خود سو کر ہمیں خشک

بستروں پر سلاتی تھی، جس ماں کی نیندیں ہماری تکلیف کی وجہ سے اڑ جاتی تھیں، جو غریب ماں ہمارے منہ میں نوالہ ڈالتی تھی، اور خود بھوکی رہتی تھی، لیکن آج ہم اسی ماں کو، اپنی بیوی کو خوش کرنے کی وجہ سے ناراض کرتے ہیں، آج ہم اسی ماں کو گالیاں دے دے کر، دھکا مار مار کر گھروں سے باہر نکال دیتے ہیں، آج وہی ماں خشک روٹیاں کھا رہی ہے، جبکہ ہماری بیویاں عیش کی زندگی گزار رہی ہیں، آج وہی ماں گلیوں میں تڑپ تڑپ کر جان دے رہی ہے، لیکن ہماری بیویاں نرم نرم بستروں سے لطف لے رہی ہیں، جس والد نے ہماری تعلیم کی خاطر دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلایا تھا، آج اسی والد کو ہم فقیر کی ٹولیوں میں شمار کرتے ہیں، جس والد نے ہمارے کپڑوں کی خاطر چلچلاتی دھوپ کی سختی برداشت کی تھی، آج وہی والد کپڑوں کے لئے ترس رہا ہے، جس والد نے ہمارے آرام کی خاطر اپنے آرام وراحت کو بھلا دیا تھا، آج وہی والد آرام کے لئے ترس رہا ہے، اور ہم دوستوں اور یاروں کی چاپلوسی میں لگے ہوئے ہیں،

اے مسلمانو!

کیا ان والدین کا یہی حق ہے، کہ انہیں اولڈ ہاؤس میں ڈال دیا جائے، ؟ کیا ان والدین کا یہی حق ہے کہ انہیں بڑھاپے کی حالت میں گھروں سے نکال دیا جائے،

اے مسلمانو!

محمد عربی ﷺ کی بات سنو! کہ اگر میں عشاء کی نماز پڑھنے کیلئے مصلّی پر کھڑا ہو گیا ہوتا، اللہ اکبر کہہ دیا ہوتا، اور میری ماں پکارتی، بیٹا محمد، بیٹا محمد تو میں نماز توڑ

کر اپنی ماں کی بات پر لبیک کہتا،

اے میرے بھائیو!

ہمارے والدین بیماری کی حالت میں تڑپتے رہے، لیکن ہم بیگانگی کا اظہار کرتے رہے، ہمارے والدین پریشانی کے حالت میں آہ آہ کرتے رہے، لیکن ہم اپنی بیویوں کی بانہوں میں گھس کر سنتے رہتے ہیں،

اے میرے بھائیو!

اپنے دلوں کو نرم کرو، اپنے والدین کی محبّت کو دل میں جگہ دو، انکی بے چینی کو اپنی بے چینی، اور انکی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھو، ورنہ وہ دن دور نہیں جبکہ پرور دگار ہم پر ہماری ایسی اولاد کو مسلّط فرمائے گا، کہ ہماری آہیں انکی خوشیوں میں اضافہ کریں گی، ہم بھوکے تڑپتے رہیں گے، مگر وہ لاپرواہی کا ثبوت دے گی، کیوں کہ عربی محاورہ ہے کما تدین تدان، جیسا کروگے، ویسا پاؤگے، جو اولاد ہمیں رسوا کرے گی اور ہمیں ذلیل کرے، لہذا ہم اپنے گناہوں سے توبہ کریں، اور اپنے والدین کی خدمت کو لازم پکڑیں، اور الجنۃ تحت اقدام الامہات پر عمل کرتے ہوئے اپنی ماؤں کو اپنی پلکوں پر بٹھائیں اور انکے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں،

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

☆☆☆☆

اسلام میں زکوٰۃ کا نظام

نحمدہ ونصلی علی رسوله الکریم امابعد:اعوذبالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔

انما الصدقات للفقراء والمساکین پوری آیت

حضرات!

جس پروردگار نے ارض وسماء کو، شجر وحجر کو، حیوانات کو، نباتات کو، جمادات کو وجود بخشا یہی وہ خالق کائنات ہے جو انسانوں کا خالق بھی ہے رازق بھی، مالک بھی ہے، جس کی طرف خود قرآن اشارہ کرتا ہے یرزق من یشاء بغیر حساب وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے، جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے، اور ایسی جگہ سے دیتا ہے، جس کا تصور نہ انسان کرسکتا ہے نہ حیوان، یرزقہ من حیث لا یحتسب، تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء جس کی طرف قصۂ قارون اور قصۂ فرعون صراحت کے ساتھ اشارہ کرتا ہے۔

اسلامی نظام ایک ایسا نظام ہے جس میں ہر کس وناکس کے لئے، ہر مرد و

زن کے لئے اور دنیا کے ہر طبقہ کے لئے رہنمائی کا سامان فراہم کردیا گیا ہے، جہاں یہ اسلام ایک طرف حقوق اللہ کی ادائیگی کو فرض عین قرار دیتا ہے، تو وہیں دوسری طرف ایک دوسرے کی مدد کرنے، حقوق کا خیال رکھنے کا حکم دیتا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے یاایھا الذین آمنوا انفقوا ممارزقنا کم من قبل ان یاتی یومٌ لا بیع فیه ولا خلة ولا شفاعة، اے ایمان والو! ہمارے دیئے ہوئے مالوں میں خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس دن خرید وفروخت کام آئے گی، اور نہ دوستی یاری۔

برادران اسلام!

جہاں اسلام ایک طرف صوم وصلوٰۃ کو حیات انسانی پر لازم وفرض قرار دیتا ہے، تو وہیں دوسری طرف اعلان کرتا ہے انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمؤلفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل فریضة من الله، والله علیم حکیم کہ فقیروں کی، مساکین کی، عاملین کی، نو مسلموں کی، غلاموں کی، قرض داروں کی، مسافروں کی، جانے مالے، درمے، سخنے، مدد کرنا اور قدم قدم پر ان کا تعاون کرنا ضروری ہے، لازم ہے، بلکہ فرض عین ہے، جس کی واضح مثالیں حیات رسول میں، حیات صحابہ میں، حیات تابعین میں، اور بعد کے بزرگان دین میں صراحت کے ساتھ ملتی ہیں، یاد کرو اسوقت

کو جب کہ مکی صحابہ کرام نے سرزمین مدینہ کو اپنا ملجا و ماوی بنایا تھا، خالی ہاتھ تھے، بے سروسامان تھے آسمان سے آواز آتی ہے ﴿ویل لکل ھمزۃ لمزۃ الذی جمع مالا وعددہ یحسب ان مالہ اخلدہ کلا لینبذن فی الحطمۃ﴾ پھر کیا تھا جن مدنی صحابہ کرام کے پاس دو گھر تھے، دو بیویاں تھیں ایک ایک کر کے مکی صحابہ کرام کے حوالے کر کے قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے تابندہ نقوش قائم کر دیئے، جس کی طرف کسی عربی شاعر نے یوں اشارہ کیا ہے

اولائک آبائی فجئنی بمثلہم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

لیکن افسوس صد افسوس! آج ہمارا معاشرہ غریبی اور مفلسی کی وجہ سے کراہ رہا ہے، تڑپ رہا ہے، بلک رہا ہے، تڑپ تڑپ کر جان جان آفریں کے سپرد کر رہا ہے، نہ اسے سر چھپانے کے لئے گھر نصیب ہے، اور نہ پیر پھیلانے کے لئے آنگن، وہ دانہ دانہ کے لئے تڑپ رہا ہے، قطرہ قطرہ کے لئے بلک رہا ہے، وہ انتظار کر رہا ہے، کسی عبدالرحمن بن عوف کا، اسے انتظار ہے کسی عثمان غنی کا، وہ انتظار کر رہا ہے کسی ابوبکر و عمر کا، جن کے بارے میں قرآن صراحت کے ساتھ اعلان کرتا ہے یؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ، کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو چراغ بجھا بجھا کر مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں، اپنی اولاد کو بھوکا رکھنا پسند کرتے ہیں، لیکن دوسروں کے بھوک کی وجہ سے تڑپ اٹھتے ہیں، اپنے بچوں

کو پیاسا رکھنا گوارا کرتے ہیں، لیکن دوسروں کو پیاسا دیکھ کر تڑپ اٹھتے ہیں،

وہ لوگ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں، اگر چہ ان کو اسکی ضرورت ہے،

لیکن آج ہمارا امیر طبقہ غریب طبقہ سے نظریں پھیر چکا ہے، اپنے روپیوں اور دولت کا ناجائز استعمال کرتے ہیں، لیکن ان غریب اور خط افلاس میں دم توڑتی ہوئی امت کیطرف نگاہ بھی نہیں دوڑاتے، تو ایسے مالدار اور اصحاب نصاب کان کھول کر سن لیں! قیامت کے دن اللہ کے دربار میں ان سے پوچھا جائے گا، میں بھوکا تھا، میں پیاسا تھا، میں مفلس و بے یار و مددگار تھا، میں ننگا تھا، لیکن تم عیش کر رہے تھے، شراب و کباب میں، ناچوں اور ڈانسوں میں، فلموں اور تھیٹروں میں اپنے روپیوں کا استعمال کر رہے تھے، اگر تم نے فلاں بھوکے کو کھانا کھلایا ہوتا، اگر تم نے فلاں پیاسے کو پانی پلایا ہوتا تو مجھے اس کے پاس پاتے، اے فرشتو! اس کمبخت کو جہنم میں پھینک دو،

اے مسلمانو!

اگر آج تمام اصحاب نصاب کما حقہ زکوٰۃ نکالنا شروع کر دیں تو ایک بھی مفلس اور غریب دم توڑتا ہوا نظر نہیں آئے گا۔

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆

اذان کا پیغام انسانیت کے نام

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد :۔ فقد قال الله تعالی ﴿ یا ایها الذین آمنوا اذانودی للصلوٰۃ من یوم الجمعة فاسعوا الیٰ ذکر الله ﴾ وقال النبی ﷺ ﴿ المؤذنون اطول الناس اعناقا یوم القیامة ﴾

اگر چہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

صدر ذی وقار حکم صاحبان سامعین بزم!

مجھے آج کی اس مسابقاتی بزم خطابت میں جس موضوع پر لب کشائی کا موقع ملا ہے وہ ہے ,,اذان کا پیغام انسانیت کے نام''

حضرات!

پوری دنیا شرک و بت پرستی کی تاریکیوں میں دم توڑ رہی تھی ، انسانیت فرعونیت اور قارونیت کے چنگل میں پھنس چکی تھی ، خود فراموشی اور خدا فراموشی کی

فضا عام ہو چکی تھی، ایسے مہیب اور پر خطر حالات میں خالق کائنات نے محمد عربی ﷺ کو انسانیت کے نام آسمانی پیغام کے ذریعہ مبعوث فرمایا، اور صاف صراحت کے ساتھ حکم دیا کہ اے محمد عربی ﷺ پوری دنیا میں بسنے والے خواہ وہ کسی مذہب کے، کسی دھرم کے، خواہ وہ کسی طبقہ سے، کسی بھی گروہ اور جماعت سے تعلق رکھنے والے ہوں، ہر ایک سے بتادو اگر وہ کامیابی، وکامرانی، اور فلاح و بہبود کی منزلیں پانا چاہتے ہیں تو انہیں ایک اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا پڑے گا، ایک اللہ کی قدرت پر ایمان لانا پڑے گا، جو اللہ ایک ہے، اور یکتا ہے، جو اللہ سب سے بڑا ہے، جس کی ذات سب سے زیادہ عظیم ہے، جس طرف ایک عربی شاعر نے بھی برملا اشارہ کیا ہے۔

رأیت اللہ اکبر کل شئی

محاولۃ واکثرھم جنودا

یعنی میں نے اللہ کو ہر چیز سے، قدرت کے اعتبار سے، طاقت کے اعتبار سے، تخلیق کے اعتبار سے، لشکر کے اعتبار سے، سب سے بڑا اور عظیم پایا، یہی وہ پیغام ہے جسکو مؤذن دن میں پانچ مرتبہ بلند کرتا ہے، اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ کر پکارتا ہے کہ اے مسلمانو! اے یہودیو! اے عیسائیو! اے ہندوؤ! اے بدھشٹو! جس ذات نے تمہیں وجود بخشا ہے، جو تمہیں کھلاتا، اور پلاتا ہے، وہ سب سے عظیم ہے، اور اسکی شان سب سے زیادہ عالی ہے، لہذا اے لوگو! اگر تمہیں اس کی عظمت کا، اس کی قدرت کا، اس کی یکتائی کا، اس کی بادشاہت کا، اس کی شہنشاہی کا

اعتراف ہے، اور اقرار ہے، تو تمہیں اس بات کو بھی تسلیم کرنی پڑے گی، اور اس کی علی الاعلان ڈنکے کی چوٹ گواہی دینی پڑے گی، کہ وہی اللہ ہے جس کی عبادت کی جائے، جس کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے، جس کے سامنے اپنی ضروریات کو، اپنی حاجات کو پیش کیا جائے، اور کہہ دیا جائے۔

اگر چہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الــٰـه الاّ الــلّـه

لات ومنات کو چھوڑا جائے، عزی وہبل کو ترک کیا جائے، باباؤں اور سنتوں سے اعراض کیا جائے اور بلا خوف وخطر اس پیغام کو عام کیا جائے، اشھد ان لا الٰہ الاّ اللہ۔

سامعین بزم:

جس طرح ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ کی صمدانیت کا، اسکی وحدانیت کا، اسکی حقّانیت کا، اسکی یکتائی اور بڑائی کا اقرار کریں، اسی طرح ہم پر یہ بھی لازم ہوتا ہے کہ اس نبی کی رسالت پر، اس نبی کی نبوت پر ایمان لائیں، جس نبی کے صدقہ طفیل میں یہ کائنات وجود میں آئی، یہ ارض وسماں، یہ بحر وبر، یہ شمش وقمر، یہ شجر وحجر، وجود میں آئے، جس نبی کی بنیاد پر ہمیں قوت گویائی، قوت سماعت، قوت بصارت سے نوازا گیا، جس نبی سے کہا گیا اے نبی کہہ دیجئے، انی رسول اللہ الیکم جمیعا، کہ میرے دامن کو پکڑے بغیر، میری سنّت سے چمٹے بغیر، میرے طریقوں

پر چلے بغیر تمہاری کامیابی ناممکن اور نا تمام ہے، یہی وہ پیغام ہے جس کو مؤذن اپنی زبان کے ذریعہ انسانیت کے کانوں تک پہونچانے کا کام کرتا ہے، اور کہتا ہے،

-- اشهد انّ محمدا رسول الله

کہ اے لوگو! محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، تمہاری فلاح و بہبود کا راز اسکی پیروی میں مضمر ہے، اگر تم اوج وثریا تک پہونچنا چاہتے ہو، اگر تم ستاروں پر کمندیں ڈالنا چاہتے ہو، اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری ہر خواہش اور ہر تمنا پوری کر دی جائے، اگر تم دلوں کا قرار، اور آنکھوں کی ٹھنڈک کے متلاشی ہو، تو تمہیں عبد اللہ کے لخت جگر اور عبد المطلب کے لال محمد عربی ﷺ کی ذات نبوت سے اپنے رشتے کو مضبوط کرنا پڑے گا،

سامعینِ بزم!

دنیا کے تمام مذاہب والوں نے اپنی دیوی دیوتاؤں کی پوجا کیلئے، اپنے معبودان باطل کی پرستش کیلئے، کوئی نہ کوئی باطل طریقوں کو ایجاد کیا ہے، کسی نے ناقوس کو اختیار کیا، تو کسی نے آگ کے جلانے کو، جس کا نہ کوئی پیغام ہوتا ہے، اور نہ کوئی درس لیکن اسلام نے جس طریقہ کو اختیار کیا ہے، وہ سماوی اور الٰہی طریقہ ہے، وہ ملکوتی اور نبوی طریقہ ہے، جس طریقہ کے ذریعہ بندوں کا رشتہ خالق سے جوڑا جاتا ہے، جس طریقہ کے ذریعہ انسانیت کو حقیقت تخلیق کی یاد دلائی جاتی ہے، جس طریقہ کے ذریعہ دنیا کے تمام معبودان باطل سے منھ موڑنے اور اللہ کی طرف رخ کرنے کی دعوت دی

جاتی ہے، جس کے ذریعہ حقیقت ظفریابی اور کامیابی کے راز کو اجاگر کیا جاتا ہے،

لیکن افسوس صد افسوس: آج دنیا میں انسانوں کی شکل میں کچھ شیاطین ،اور شاطرانہ دماغ ،اور ابلیسی ذہن رکھنے والے کچھ ایسے لوگ زندگی گزار رہے ہیں ،جنہیں خود فراموشی اور خدا فراموشی نے اس بات کے کہنے پر آمادہ کر دیا ہے، کہ وہ یہ کہتے دندناتے پھریں کہ اذان پر پابندی لگا دی جائے ،اذان کو بند کر دیا جائے ،اور شاید کہ یہی نتیجہ ہے آج کھلم کھلا ائمہ مساجد اور مؤذن پر حملہ کیا جا رہا ہے، انکے سینوں کو چھلنی کر دیا جا رہا ہے، تو ایسے شیطانی ذہن رکھنے والے، شتر بے مہار اور نام نہاد ایکٹروں اور سنگروں سے آج بزم خطابت کے اس اسٹیج سے میں کہوں گا کہ اے ابلیسو! ،اے شیطانو! تمہاری طرح اتاترک نے بھی سرزمین ترکی میں اذان پر پابندی لگائی تھی، لیکن اللہ کے قہر سے وہ بچ نہ سکا، اسکی لاش پر نہ آسمان نے آنسو بہایا، نہ زمین نے ،تو وہ اللہ آج بھی قادر ہے کہ تیرے اوپر ایسے عذاب کو مسلط فرمادے گا تو تجھے رسوا اور ذلیل کر دے گا ،ورنہ آج بھی وقت ہے کہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرو اپنی زبان پر لگام لگاؤ اور کہو،

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے

حامدا ومصلیا اما بعد :فقد قال الله تبارك وتعالی فی القرآن المجید والفرقان الحمید ،اعوذ با لله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا وا ذکروا نعمة الله علیکم اذ کنتم اعداء ا فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا ۔ وقال الله تعالی فی موضع آخر : ان الله یحب الذین یقاتلون فی سبیله صفا کانهم بنیان مرصوص ۔

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضه بعضا

ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبین
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا بات بنے

امت مسلمہ کے لوگو!

جب ہم اپنے اسلاف کے درخشندہ وتابندہ اورتابناک ماضی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں حکومت وسطوت، جاہ ومنصب، عزت وشرافت، اکرام وتعظیم، غرض یہ کہ ہر وہ اچھائیاں نظر آتی ہیں جو ایک عالی اور بلند وارفع قوم میں ہونی چاہئے

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

لیکن اس کے برخلاف جب ہم اپنی تاریخ کی اوراق گردانی کرتے ہیں اور اپنے حال کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں غلامی ومحکومی ذلت وخواری، ناکامی ونامرادی، اورشکست وریخت، غرض یہ کہ ہر وہ برائیاں نظر آتی ہین جو ایک بد بخت، بدکرداراور بدتر قوم میں ہونی چاہئے

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

اے امت مسلمہ کے غیور مسلمانو!

میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر وہ کون تھے، جنھوں نے مشرق سے لیکر مغرب تک اسلام کا پرچم لہرادیا،......وہ ہمارے ہی آبا واجداد تھے......آخر وہ کون تھے جنھوں نے ستاروں پر کمندیں ڈال دیں......وہ ہمارے ہی آباء واجداد تھے آخر وہ کون تھے جنھوں نے ۳۱۳ کی تعداد میں ایک ہزار کفار ومشرکین کو شکست فاش دی.......وہ ہمارے ہی آباء واجداد تھے۔

آخروہ کون تھے جنہوں نے غزوۂ خندق میں ۳۰۰۰ کی تعداد کے ذریعہ دس ہزار کفار کو دھول چاٹنے پر مجبور کر دیا تھا......وہ ہمارے ہی آباءواجداد تھے۔

آخروہ کون تھے جنہوں نے میدان خیبر میں یہودیوں کے دلوں پر اسلام کا پرچم لہرایا تھا......وہ ہمارے ہی آباءاجداد تھے

آخروہ کون تھے جنہوں نے جنگ موتہ میں تین ہزار کی تعداد کے ذریعہ دولاکھ مشرکین کے قدموں کو ہلا کر رکھ دیا تھا......وہ ہمارے ہی آباءواجداد تھے۔

اے امت مسلمہ کے غیور مسلمانو!

میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں، کہ آج دنیا کی سب سے پست اور کم ہمت قوم کون ہے؟.........تو جواب ملے گا وہ مسلمان ہے۔

آخروہ کون ہیں جو اتنی بڑی تعداد میں ہوتے ہوئے بھی لوگوں اور دشمنان اسلام کا مزاق بن کر رہ گئے ہیں.........تو ہمیں مسلمان ہیں۔

آخروہ کون ہیں جنکے ناموں کو سن کر دنیا کانپ اٹھتی تھی، لیکن آج انہیں کے ناموں کو سن کر مزاق اڑایا جارہا ہے.........وہ ہمیں مسلمان ہیں۔

اے مسلمانو!

میں آپ سے یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں؟ آخروہ کون سی چیز تھی جس نے ہمارے آباؤاجداد کو ثریا تک پہنچا دیا تھا ؟ آخروہ کون سی چیز تھی جس کی وجہ سے دشمنوں کے قدم لڑکھڑا جاتے تھے؟ آخروہ کون سی چیز تھی جس کی وجہ سے

مسلمانوں نے ایران اور روم جیسی سپر پاور طاقتوں کو دھول چاٹنے پر مجبور کر دیا تھا؟ وہ طاقت اتحاد و اتفاق کی تھی، اسی اتحاد کے نتیجہ میں مسلمانوں نے اندلس میں حکومت کی تھی، اسی اتحاد کے نتیجہ میں مسلمانوں نے بغداد میں حکومت کی تھی، اسی اتحاد و اتفاق کے نتیجے میں مسلمانوں نے روم اور ایران میں حکومت کی تھی، لیکن آج ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ پچیس کروڑ کی تعداد میں ہوتے ہوئے بھی مظلوم و مقہور، اور غلامی و محکومی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، آج ہماری باتیں کیوں نہیں سنی جا رہی ہیں؟ آج ہماری عزت پر کیوں ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے؟ آج ہماری ماؤں اور بیٹیوں کے نقاب کر کیوں اتارا جا رہا ہے؟ آج ہمارے مدارس پر دہشت گردی کا الزام کیوں لگایا جا رہا ہے؟ آج ہماری مساجد کو کیوں ویران کیا جا رہا ہے؟ آج ہمارا قرآن کیوں جلایا جا رہا ہے؟ آج ہمارے نبی کی ذات پر کیوں کیچڑ اچھالا جا رہا ہے؟ اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ آج ہمارا اتحاد ختم ہو چکا ہے، آج ہماری صفیں بکھر چکی ہیں، بھائی بھائی کا دشمن بن چکا ہے، بیٹا باپ کی سننے کے لئے تیار نہیں، بیٹی ماں کو پیروں تلے ٹھکرا رہی ہے، ہمارے درمیان سے محبت، بھائی چارگی، اخوت وانسانیت کا رشتہ ختم ہو چکا ہے، آج ہم درندے بلکہ درندے سے بھی بڑھ چکے ہیں، ہم نے نہیں سنا ہے کہ شیر نے شیر پر حملہ کر دیا ہو، ہاتھی نے ہاتھی پر حملہ کر دیا ہو لیکن آج ہمارے کانوں سے یہ بات ٹکرا رہی ہے، کہ زید نے اپنے بھائی بکر کو وقت پر قرضہ نہ چکانے کی وجہ سے بدن کو لہولہان کر دیا۔

اے مسلمانو!

یہ قرآن وہی قرآن ہے جو صحابہ کرام کے پاس تھا یہ حدیث وہی حدیث ہے جو صحابہ کرام کے پاس تھی ، یہ اللہ وہی اللہ ہے جو صحابہ کرام کا تھا ، کیا آج قرآن کی تاثیر ختم ہوگئی ؟ کیا آج حدیث کی تاثیر ختم ہوگئی ہے ؟ کیا آج اللہ ﴿نعوذ باللہ﴾ غائب ہوگیا ہے؟ نہیں اے مسلمانو! یہ قرآن اپنی طاقت اور اپنی تاثیر کے ساتھ قیامت تک کے لئے تھا ، ہے ،، رہیگا۔ یہ حدیث اپنی قوت کے ساتھ قیامت تک کے لئے تھی ، ہے ، رہیگی ، یہ وہی اللہ ہے ، جو ابوبکر کا تھا ، عمر کا تھا ، عثمان کا تھا ، علی کا تھا ، تمام صحابہ کرام کا تھا ، تابعین کا تھا ، تبع تابعین کا تھا ، محدثین کا تھا ، فقہاء کا تھا ، وہی اللہ آج بھی ہے ، اور ہمیشہ رہیگا۔

کمی ہماری ہے ، غلطی ہماری ہے ، کمبختی ہماری ہے ، آج ہمارے درمیان ذات پات کی لڑائی پیدا ہوگئی ہے ، آج ہمارے درمیان امیری ، غریبی ، کی لڑائی پیدا ہوگئی ، آج ہمارے درمیان کالے گورے کا جھگڑا شروع ہوگیا ہے ، آج ہمارے درمیان مسجد مسجد کا جھگڑا شروع ہوگیا ہے ، حالانکہ قرآن کہتا ہے۔ **ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم** اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم و معزز اور سب سے اچھا شخص وہ ہے ، جس نے تقویٰ اختیار کیا ہو ، رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر تقریبا ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا **لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لابیض**

علی اسود ولا لا سود علی ابیض الا بالتقوی کلکم من آدم و آدم خلق من تراب کہ اے لوگو! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فوقیت نہیں ہے، اگر دی جائیگی تو تقویٰ کے بنیاد پر دی جائے گی ۔

لہٰذا .... اے مسلمانو! اگر ہم کامیابی چاہتے ہیں تو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا پڑیگا، اتحاد و اتفاق کو اپنانا پڑیگا، اتحاد و اتفاق کے درس کو اپنانا پڑیگا، کیونکہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلیے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

☆☆☆

اسلام اور دہشت گردی

نحمده ونصلی علٰی رسوله الکریم اما بعد :فقد قال الله تعالیٰ فی القرآن المجید ،اعوذباالله من الشّیطان الرجیم ، بسم الله الرحمان الرحیم ،من قتل نفسا بغیر نفس اوفساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا۔وقال النبی صلی الله علیه وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده :او کما قال علیه السلام ،

حضرات۔

اسلام کی آمد بہار سے پہلے پورا کرہ ارض ،جہل وضلال ،شرور وفتن ،عصیان وطغیان ،قتال وجدال ،ظلم وعدوان کی لعنتوں سے کراہ رہا تھا بھائیوں پر ظلم کرنا لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا ،ایک محبوب مشغلہ بن چکا تھا ،،لیکن جب اسلام کی آمد ہوئی ،تو اسکے دامن میں خیرو برکت ، رحمت و رافت ،اخوت ومحبّت ،عدل و مساوات ،علم ومعرفت ،اورشرافت ونجابت ،کا عظیم تحفہ ہوتا ہے ،اور مسلمانوں کا یہ قافلہ جن میدانوں میں اترا ہے ، وہاں اصول پرستی ، اعلیٰ ظرفی ، بلند اخلاقی ، بھائی

چارگی، خیراندیشی وخیرخواہی، بےنفسی وبےغرضی، شرافت ورواداری، انسانیت کی بہا ریں آئی ہیں، یہ کاروان حق جن راستوں سے گزرا ہے، ان پر محبّت ومودت، رحمت و رافت، الفت واخوت انصاف وعدالت، امن وامان، اوراحترام آدمیت کی ہوائیں چلیں ہیں، یہ جماعت مبارکہ جن آبادیوں میں فروکش ہوئی ہے، وہاں کے باشندوں نے ان کے اخلاق وکردار، رفتار وگفتار، عادات واطوار سے متأثر ہوکر فوراان کی اطاعت قبول کیا ہے، یہی وہ قوم ہے، جس نے دشمنوں کو بھی سینے سے لگایا ہے، بد خواہوں کے ساتھ خیرخواہی کی ہے، جان کے دشمنوں کو جان کی امان دیا ہے، خون کے پیاسوں کوقبادی ہیں، گالیاں دینے والوں کودعائیں دی ہیں، پتھر برسانے والوں کے گلے میں موتیوں کا ہار ڈالا ہے، اور قاتلوں اور خونیوں کی عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے فتح مکہ کے موقع پرارشادفرمایا

لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا وانتم الطلا قا ء ،لیکن افسوس صد افسوس !موجودہ وقت میں کچھ منافقین امریکہ اور اسرائیل کے ایجنٹ، برطانیہ کے پٹھو، یہودونصاریٰ اور انگریزوں کے لبادوں کواوڑھنے والے، پوری دنیا کے لوگوں کے صاف شفاف، ذہن ودماغ میں بات بٹھانے کی کوشش کررہے ہیں، کہ پو ری دنیامیں فساد برپا کرنے والے، فتنہ پھیلانے والے، لوگوں کے درمیان تصادم وتنا زع پیدا کرنے والے، گھروں اور دروں کوتہس نہس کرنے والے، عورتوں کو بیوہ بنانے والے، بچوں کویتیم بنانے والے صرف اورصرف مسلمان ہیں،

اے انسانیت کے قاتلو! اے آدمیت کے خونیو! اے حقوق انسانی کے لٹیرو! اے عدل وانصاف کے رہزنو! ظالمانہ پالیسیوں سے طبیعتوں اور مزاجوں میں نفرت و انتقام کا شعلہ بھڑکایا کس نے؟ حقوق انسانی کو تلف کر کے انسانوں کو انسانوں سے ٹکڑایا کس نے؟ سرزمین مظفر نگر میں کرپشن پھیلانے والا فسادی کون تھا؟ وہ کون مجرم تھا جس نے سرزمین سہارنپور میں قتل وغارتگری کا بازار گرم کیا؟ وہ کون باغی تھا جس نے محمد اخلاق جیسے بے گناہ شخص کو تہ تیغ کیا؟ جدید اسلحوں کو ایجاد کر کے انہیں بے رحم ہاتھوں تک پہونچایا کس نے؟ وہ کون تھا جس نے ایٹمی توانائی دریافت کیا؟ اگر تم ان تمام سوالات کے جوابات چاہتے ہو! تو نظر اٹھاؤ! دیکھو ظالم امریکہ کی طرف، نگاہ دوڑاؤ! دیکھو دہشت گرد اسرائیل کی طرف، آنکھیں پھیرو! دیکھو شام کے ڈکیٹ بشار الاسد کی طرف، مجھے بولنے دیا جائے، اگر تمہیں دہشت گرد کی تلاش ہے، تو دیکھو آر ایس ایس تنظیم کی طرف حق وصداقت کے دشمنو! اگر دین کی حفاظت کیلئے مرمٹنا دہشت گردی ہے، اگر اللہ اور اس رسول کے لئے جان کی بازی لگانا دہشت گردی ہے، اگر قرآن کی تلاوت کرنا دہشت گردی ہے، اگر صلوۃ وصوم کا پابند بننا دہشت گردی ہے، اگر بیواؤں اور یتیموں کا سہارا بننا دہشت گردی ہے، تو کانوں کے پردوں کو چاک کرو، اور سنو اسلام دہشت گرد تھا، دہشت گرد ہے اور دہشت گرد رہیگا۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتا ہے تو چرچا نہیں ہوتا

مسلمانوں پر دہشت گردی کا لیبل چسپا کرنیوالو! نفرت وتعصب کی دیواریں گرائیں کس نے؟ــــــــــــــــــــ اسلام نے،

رنگ ونسل کی تفریقات کو مٹایا کس نے؟ــــــــــــــــ اسلام نے،

وہ کون تھا جس نے نسلی افتخار قومی غرور کی چٹانوں کو زمیں بوس کیا؟......وہ اسلام ہی تھا،

وہ کون تھا جس نے چراغ بجھا بجھا کر مہمانوں کی مہمان نوازی کی تھی؟......وہ اسلام تھا،

وہ کون ہے جس نے صلح وآتشی کا پیغام الفت ومحبت کا درس عفو ودرگزر کی تلقین کی ہے؟ ــــ وہ اسلام ہی ہے، پھر تم کیوں ہم پر دہشت گردی کا لیبل چسپا کرتے ہو؟ پھر کیوں تم ہمیں فتنہ پرور اور فسادی کے نام سے پکارتے ہو، یاد رکھو اگر تم نے اپنی روش تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی، اگر تم نے زبان میں لگام لگانے کی کوشش نہیں کی تو مسلمانوں کا ہر بچہ سلطان صلاح الدّین ایوّبی کی شکل میں، سلطان نور الدین زنگی کی شکل میں شعلہ بن کر اٹھے گا اور تمہارے ناپاک وجود کو خاکستر کردے گا،

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھکو آتا ہے نظر
دیکھ ظالم اپنی آنکھوں کی ذرا شہ تیر بھی

☆☆☆

یوم آزادی

الحمدا للہ ربّ العالمین والصلوۃ و والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد :۔

آزاد دیش ہے میرا، آزاد ہے وطن
آزاد میری زندگی، آزاد ہے چمن
ہم دوست ہیں جو پھول کے دشمن نہیں ہیں خار کے
ہم سر قلم تو کرتے ہیں ہر دور میں غدّار کے

عزیزان ملت :۔

آج پورے ہندستان میں، تمام مدارس میں، تمام مکاتب میں، تمام اسکولوں میں، تمام یونیورسیٹیوں میں، تمام کالجوں میں، گاؤں گاؤں میں، بستی بستی میں ۱۵ اگست کے موقع پر لوگ خوشیاں منارہے ہیں، خواہ وہ نوجوان ہو، یا بچہ ہو، یا بوڑھا ہو، ہر ایک شخص خوشیوں میں گارہاہے،

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبل ہیں اسکی یہ گلستاں ہمارا

اور کیوں نہ خوشیاں منائیں، جبکہ ایک وقت تھا، پورا ہندستان غلام بنا ہوا تھا، یہاں کے رہنے والے باشندے جانوروں کیطرح زندگی گزارنے پر مجبور تھے، نہ انہیں کھانا نصیب ہوتا تھا، نہ پانی، یہاں تک کہ انہیں تمام حقوق سے محروم کر دیا گیا تھا، یہاں تک کہ شوہر کو بیوی سے الگ، ماں کو بیٹی سے جدا، باپ کو بیٹے سے جدا کر دیا گیا تھا، نہ انہیں گھر نصیب تھا، نہ رہنے کا ٹھکانا، نہ انہیں کپڑا نصیب تھا، اور نہ تن ڈھاپنے کیلئے دو بالشت پوشاک، نہ سر چھپانے کیلئے چھت تھی، نہ پیر پھیلانے کیلئے آنگن، وہ سرزمین جو ایک وقت گل گلزار بنی ہوتی، ظاہر کے گورے اور باطن کے کالے انگریزوں کے ہندستان میں داخل ہونے کے بعد اس کی سرسبز شادابی ویرانی میں تبدیل ہوگئی، یہاں کے خوبصورت باغوں میں نحوست طاری ہوگئی۔

چنانچہ ایسے نازک اور پرخطر ماحول میں سب سے پہلے دہلی کے شاہ عبدالعزیزؒ نے فتوی جاری کیا کہ انگریزوں سے لڑنا مسلمانوں اور ہندستان کے باشندوں کیلئے ضروری ہے، پھر کیا تھا سیّد احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، اور پھر بعد کے دور میں مولانا حسین احمد مدنیؒ، مجدد الف ثانی، محمود الحسن دیوبندیؒ، مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ جیسے علماء کرام، اور مہاتماں گاندھی، پنڈت جواہر لال نہرو ڈاکٹر سبھاش چندر بوس جیسے اسکالر اور مضبوط لوگ آگے بڑھے اور ھندوستان سے انگریزوں کو نکلنے

پر مجبور کر دیا، جسکی خاطر ستّر ستّر ہزار علماء کرام نے درخت پر گردنیں لٹکوادی اور کہہ دیا،

ہے یہی تاریخ اپنی، ہے یہی اپنا فلسفہ
ہم زمانے میں دبانے سے ابھرتے ہیں صدا

آج ہندوستان آزاد ہے، یہاں کی ہر چیز آزاد ہے، آسمان آزاد، آسمان کی ہر چیز آزاد، دھرتی آزاد، دھرتی کی ہر چیز آزاد، سمندر آزاد، سمندر کی ہر چیز آزاد، دریا آزاد، دریا کی ہر چیز آزاد، یہاں کے مرد آزاد، یہاں کی عورتیں آزاد، یہاں کے بچے آزاد، یہاں کی بچیاں آزاد، لیکن اے مسلمانو! یہ آزادی ہے یا خواب، میں پوچھنا چاہتا ہوں، اگر انگریزوں کے ہندوستان چھوڑنے کا نام آزادی ہے، تو ہمارے ذہن و دماغ کو کیوں غلام بنایا جارہا ہے؟ ہمارے مساجد و مدارس کو کیوں نشانا بنایا جارہا ہے؟ ہمارے قرآن و حدیث کو کیوں نذر آتش کیا جارہا ہے؟ کیوں طالبان علوم نبوت پر مختلف طرح کا الزام لگایا جارہا ہے؟ کیوں ہمیں ملک چھوڑنے کی دھمکی دی جارہے؟ کیوں ہمیں غدّار وطن کہا جارہا ہے؟

اے ہندوستان کے ٹھیکے دارو!

تاج محل اور لال قلعہ سے ہندوستان کو سجانے والا کون تھا؟ ـــــ وہ مسلمان ہی تھا، قطب مینار اور بھول بھلیاّ جیسی عدیم المثال عمارتوں کے ذریعہ ہندوستان کو خوب صورت بنانے والا کون تھا ــــــــــــ وہ مسلمان ہی تھا

الهلال اور البلاغ جیسی میگزینوں کے ذریعہ آزادی کا صور پھونکنے

والا کون تھا.........وہ مسلمان ہی تھا،

وہ کون تھا جس نے انگریزوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا گیدڑ کی سو برس کی زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے..........وہ مسلمان ہی تھا۔لیکن

جب گلستاں کو خون کی ضرورت پڑی
سب سے پہلے ہی گردن ہماری کٹی
اب کہتے ہیں ہم سے یہ اہل چمن
یہ چمن ہے ہمارا تمہارا نہیں

اے لوگو!

جس گلستاں کو ہم نے خون جگر سے سینچا تھا آج اسی گلستاں کو چھوڑنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، جس گلستاں کی خاطر ہماری مائیں بیوہ ہوئیں تھیں، آج اسی گلستاں سے ہمیں نکالا جا رہا ہے، جس گلستاں کی خاطر ہمارے بھائیوں کو یتیم بننا پڑا تھا آج اسی گلستاں کے لئے ہمیں اجنبی بتایا جا رہا ہے،

کان کھول کر کے سن لو! یہ ملک ہمارا تھا، ہمارا ہے، ہمارا رہے گا، یہاں کی سرزمین ہماری تھی، ہماری ہے ہماری رہے گی، ہمیں اس سے محبت تھی، محبت ہے، محبت رہے گی۔

ہم تمہاری دھمکیوں سے خوف کھا سکتے نہیں
ظلم کے آگے ہم اپنا سر جھکا سکتے نہیں

یہ ملک، ایک سیکولر ملک ہے، یہاں پر ہندو مسلم، سکھ عیسائی، اپنے مذہب میں، اپنے دین میں، اپنی عبادات میں آزاد ہیں، یہ ملک ہمیں بھائی چارگی کی دعوت دیتا ہے، یہ ملک امن وشانتی کا گہوارہ ہے، لہذا، یہاں پر اگر ایک طرف مندر کی حفاظت کی جاتی ہے، تو وہیں دوسری طرف مسجد کو بھی تحفظ ملنا چاہئے تب جا کر یہ ملک پوری دنیا کے لئے آئیڈیل اور مشعل راہ ثابت ہوسکتا ہے،

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستان والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆☆☆

رمضان المبارک

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد :فقد قال الله تبارک وتعالی فی القرآن المجید اعوذبالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحیم ﴿یا ایها الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم ،لعلکم تتقون﴾

حضرات!

اللہ تبارک وتعالی کا ہم تمام امت محمدیہ پر احسان وکرم ہوا کہ انہوں نے دوبارہ ہمیں وہ ماہ مبارک عطا کیا ہے، جس میں ہر طرف مغفرت کی بارشیں نازل ہوتی ہیں ، جس میں جہنم کے دروازے بند، اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ، یہی وہ ماہِ مبارک ہے جس میں اللہ تبارک وتعالی نے ہم تمام امت محمدیہ کو پاک وصاف کرنے کیلئے رمضان المبارک کا روزہ فرض کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے یا ایها الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ، کہ اے لوگو! جن لوگوں نے ایمان قبول

کیا ہے، دین الٰہی کو سینے سے چمٹایا ہے، کلمہ حق کا اقرار کیا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر رمضان المبارک کے روزوں کو فرض قرار دیا ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، امیر ہو یا غریب، تنگ دست ہو یا خوشحال، شاہ ہو یا غدا، غرض یہ کہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر عاقل وبالغ مسلمان پر روزے کو فرض قرار دیا ہے، اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ روزے صرف اور صرف تم پر فرض نہیں کیئے گئے ہیں، بلکہ تم سے پہلے جتنی بھی قومیں، دنیا میں آئیں ہیں، جتنی بھی امتیں دنیا میں آئیں ہیں، ان پر بھی روزے فرض تھے، خواہ وہ قوم آدم ہو، یا قوم نوح، یا قوم ہود ہو، یا قوم صالح، یا قوم شعیب ہو، یا قوم موسیٰ، یا قوم داؤد ہو، یا قوم سلیمان ، یا قوم ابراہیم ہو، یا قوم اسماعیل، یا قوم اسحاق، خواہ وہ کوئی بھی مسلم قوم ہو اس پر روزہ فرض کیا گیا تھا۔

حضرات!

روزے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے ہاتھ پاک ہوجائیں، ہمارے پیر پاک ہوجائیں، ہماری آنکھیں پاک ہوجائیں، ہمارے منھ پاک ہوجائیں، ہمارے قلوب مجلی ومصفیٰ ہوجائیں، ہمارا اندروں صاف وشفاف ہوجائے، اور ہم ایسے ہوجا ہیں گویا کہ ہماری ماؤں نے ہمیں آج ہی جنا ہے۔

لیکن افسوس صد افسوس!۔۔۔آج ہماری قوم، آج ہمارا معاشرہ، آج ہمای مسلم جماعتیں ماہ مبارک میں گناہوں میں، معصیتوں میں، دھوکوں میں، اور جھوٹی گواہیوں میں، غیبتوں وچغلیوں میں، خیانت میں، دوسروں کو ایذا پہونچانے

میں، ظالموں کی مدد کرنے میں پھنسی ہوتی ہے، میں صاف صراحت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بے نمازی کو معاف کرسکتا ہے، شرابی کو معاف کرسکتا ہے، زانی کو معاف کرسکتا ہے، غرض یہ ہے کہ حقوق اللہ میں کمی کرنے والوں کو معاف کرسکتا ہے، لیکن غیبت کرنے والوں کو چغلی کرنے والوں کو دوسروں کے حقوق دبانے والوں کو، دوسروں کو تکلیف پہونچانے والوں کو ہرگز معاف نہیں فرمائے گا، بلکہ قیامت کے دن غضب الٰہی بھڑکے گا، اور آدم سے لیکر قیامت تک آئے ہوئے لوگوں کے سامنے ایسے آدمی کو ذلیل کیا جائے گا، رسوا کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم پر میں نے رمضان کے روزے اسی لئے فرض کیا تھا، تا کہ تم غیبت کرو؟ کیا ہم نے ماہ مبارک اسی لئے بھیجا تھا، تا کہ تم فلموں کے ذریعہ، تصویروں کے ذریعہ اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاؤ؟ کیا ہم نے رحمت کی ہوائیں اس لئے چلائی تھی تا کہ تم اپنے قدموں کے ذریعہ ایسی جگہ جاؤ جہاں پر معصیت وگناہوں میں لوگ ملوث رہتے ہیں؟ اے فرشتو! اس بدبخت اور مردود کو جہنم میں پھینک دو، چنانچہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا، افسوس صد افسوس! آج ہمارا معاشرہ، آج ہمارا سماج، آج ہمارا گاؤں، آج ہماری بستی، آج ہمارا گھر، کرپشن کا، فساد کا، بگاڑ کا، ہلاکت کا، اور بھی بہت ساری ان بیماریوں کا شکار ہو چکا ہے، جسکی طرف اشارہ قرآن کرتا ہے، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، باسم اللہ الرحمان الرحیم، ظہر الفساد فی البر والبحر بما

کسبت ایدی الناس لیذیقهم بعض الذی عملوا لعلهم یر جعون ، خشکی اور تری میں ،بحر و بر میں لوگوں کے کرتوت کے وجہ سے کرپشن پھیل چکا ہے تا کہ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ چکھائے شاید کہ وہ اپنی بدعملی سے توبہ کرلیں۔

حضرات!

آج ہم نے اللہ کو بھلا دیا ہے، آج ہم نے اسکے رسول کو چھوڑ دیا ہے، جس کی بنیاد پر ہم پر لعنتوں کی برسات ہو رہی ہے، غضب الٰہی کا نزول ہو رہا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ، وہ انسان ہلاک اور برباد ہو جائے، اور ملیا میٹ ہو جائے، اور تباہ ہو جائے جسکو ماہ رمضان ملا ہو اور اس رمضان کے روزے بغیر عذر شرعی کے چھوڑ دیا ہو، اللہ اکبر! اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بددعا اس وقت کی جبکہ جبرئیلؑ نے کہا تھا، اے اللہ اس شخص کو تہس نہس کر دے، جو رمضان کے روزوں کو بغیر عذر شرعی کے چھوڑ دے، تو رسول ﷺ نے فرمایا ''آمین'' اللہ اللہ! بددعا کرنے والا فرشتوں میں سب سے افضل، آمین کہنے والا نبیوں میں سب سے افضل، جس دن بددعا کی گئی وہ دنوں میں سب سے افضل، جس مبارک مہینہ میں بددعا کی گئی وہ مہینوں میں سب سے افضل، تو بتاؤ تو سہی کیا بددعا کے قبول ہونے میں ذرہ برابر بھی شبہہ ہو سکتا ہے، نہیں ہرگز نہیں۔

حضرات!

آج ہمیں شکایت ہے کہ دشمنان اسلام ہم پر حملہ کر رہے ہیں، آج ہمیں

شکایت ہے کہ دشمنان اسلام، اسلام کی صورت کو بگاڑ رہے ہیں، آج ہمیں شکایت ہے کہ اعداء اسلام، اسلام کے قلعہ کو مسمار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن میں پوری بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں، کہ آج ہمیں شکایت اپنوں سے ہے، غیروں سے نہیں، مسلمانوں نے خود اپنے گھروں میں آگ لگا دی ہے،

اپنے ہی گھر کو آگ لگی گھر کے چراغ سے

میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج قرآن کو کس نے چھوڑا؟ ....مسلمانوں نے

آج اللہ کے رسول کو کس نے ترک کیا.........مسلمانوں نے

اسلام کو کس نے مٹایا-----------مسلمانوں نے

روزہ کو کس نے چھوڑا-----------مسلمانوں نے

زکوٰۃ دینے سے کس نے انکار کیا-------مسلمانوں نے

حج کرنے سے کس نے انکار کیا-------مسلمانوں نے

ہاں ہاں! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں، آج سب سے زیادہ جھوٹ کون بول رہا ہے؟ آج سب سے زیادہ دھوکہ کون دے رہا ہے؟ آج سب سے زیادہ اپنی عبادات میں کون کمی کر رہا ہے، آج سب سے زیادہ کون بدامنی کا شکار ہے؟ ان تمام سوالات کے جواب اگر آپ تلاش کرنا چاہیں تو آپ کو جواب میں مسلمان، ملے گا، ایک وہ بھی وقت تھا جبکہ باپ بیٹے سے اس وجہ سے ناراض ہوتا

تھا کہ بیٹا اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو تکلیف دے رہا ہے، بیٹا نماز چھوڑ رہا ہے، لیکن آج باپ کے سامنے اسکی بالغ اولاد اللہ کے احکام کو چھوڑتی ہے، نماز چھوڑتی ہے، روزہ چھوڑتی ہے، گالیاں دیتی ہے، جھوٹ بولتی ہے، لیکن ہے کوئی باپ جو اپنے اس بیٹے سے ناراض ہو جائے نہیں ہرگز نہیں، اگر ہم ناراض ہوتے ہیں تو اس وجہ سے کہ بیٹے نے کمانا چھوڑ دیا، بیٹے نے پیسہ دینا چھوڑ دیا، کان کھول کر کے سن لو! قیامت کے روز یہی بیٹا آپ کے گریبان پکڑے گا اور کہے گا اے پردرد گار! ہم نے روزہ چھوڑا اس کی وجہ ہمارے والدین تھے، ہم نے نماز چھوڑی اس وجہ ہمارے والدین تھے، ہم گناہ میں ملوث ہوئے اس کی وجہ ہمارے والدین تھے تو اے اولاد والو! تم کیا جواب دو گے؟ تم کون سا بہانہ بناؤ گے؟ تمہاری کون مدد کریگا؟ لہٰذا آج بھی وقت ہے کہ ہم اس ماہ مبارک میں اپنی زندگی سنوارنے کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کی فکر کریں اور رحمت، مغفرت، اور جہنم کے خلاصی کے عشروں میں اپنی اور اپنے گھر والوں کی مغفرت کروائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

☆☆☆

عید الاضحیٰ کا پیغام امت مسلمہ کے نام

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد :اعوذ با لله من الشیطن الرجیم ،بسم الله الرحمن الرحیم لن ینا ل الله لحومها ولا دما ئها و لکن ینا له التقوی منکم ۔ ضدق الله العظیم

بہت آساں ہے انساں چھوڑ دے سب مال وزر اپنا
بہت آساں ہے انساں چھوڑ دے تخت سلیمانی
یہ سب آسان سے آسان تر ہے جان من لیکن
بہت مشکل ہے اپنے ہاتھ سے بیٹے کی قربانی

سامعین کرام!

اللہ تبارک وتعالی نے امت مسلمہ کو دو دن بطور خاص خوشی کے لئے عطا فرمائے ہیں، ان میں سے ایک عید الفطر کا دن ہے، اور دوسرا عید الاضحیٰ کا دن ہے، آج

کا دن جہاں ایک طرف اپنے اندر خوشیوں کا تحفہ لایا ہے تو وہیں دوسری طرف باپ اور بیٹے کے پریم کی کہانی، آج کا دن جہاں ایک طرف فرحت وانبساط کی برسات لایا ہے تو وہیں دوسری طرف ایک باپ اور اکلوتے بیٹے کی محبت کی آزمائش، آج کا دن جہاں ایک طرف گردنوں پر چھری چلانا اور پھیرنا یاد دلاتا ہے تو وہیں دوسری طرف ایک نوخیز اور ابھرتے ہوئے نوجوان بیٹے کی گردن پر چھری پھیرنے کی وہ کہانی جسے سننے اور دیکھنے کی تاب ارض وسماء بھی نہیں لا پائے۔

زمیں سہمی پڑی تھی ،آسماں ساکت تھا بیچارہ
نہ اس سے پیشتر دیکھا تھا یہ حیرت کا نظارہ
پدر تھا مطمئن ،بیٹے کے چہرے پر بحالی تھی
چھری حلقوم اسماعیل پر چلنے ہی والی تھی

عزیز بھائیو!

ابراہیمؑ نے ایسے ماحول میں آنکھیں کھولی جہاں ہر طرف شرک وبت پرستی کا دور دورہ تھا اس خدا فراموشی کی فضا میں جب آپ نے توحید کی دعوت بلند کی، کبھی والد کو سمجھایا، تو کبھی قوم کو دعوت دی اور بانگ دہل کہا، ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون اے میری قوم! اے میرے والد محترم! یہ کون سی مورتیاں ہیں جن کے تم مجاور بنے بیٹھے ہو، تو ان لوگوں نے جواب دیا وجدنا آبائنا لھا عبدین ہم نے اپنے باپ دادؤں کو اسی کی عبادت کرتے ہوئے پایا، ابرا

ہیمؑ نے جواب دیا لقد کنتم انتم و آبا ئکم فی ضلا ل مبین تب تو
تم اور تمہارے باپ دادا کھلی ہوئی گمراہی میں ہو، ابراہیمؑ نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ با
دشاہ وقت سے مناظرہ کیا اور کہا کہ او بادشاہ! اگر تجھے رب کائنات ہونے کا دعویٰ
ہے تو میرا رب مشرق سے سورج نکالتا ہے تو تو مغرب سے سورج نکال کر دکھا فان
اللہ یا تی با الشمس من المشرق فأتِ بہا من المغرب تو یہ
سوال سن کر بادشاہ کا پائجامہ ڈھیلا ہو گیا جس کی طرف خود قرآن اشارہ کرتا ہے
فبہت الذی کفر ،اس کے باوجود پوری قوم نے انکار کیا، لیکن ابراہیمؑ نے اپنی
دعوتی مشن کو جاری رکھا اور بلا خوف و خطر زبردست چیلینج کر دیا تا للہ لا کیدن
اصنا مکم بعد ان تولو ا مدبرین زبان نبوت سے نکلا ہوا چیلنج کوئی
کھوکھلا اور جذباتی نعرہ نہیں تھا بلکہ حق صداقت کی ایک پکار تھی جس کو حرف بحرف سچ
کر دیا اور موقع ملتے ہی تمام معبودان باطل کو پاش پاش کر دیا، پھر کیا تھا بادشاہ وقت
کے حکم سے آگ دہکائی جاتی ہے، اور اس میں حضرت ابراہیمؑ کو پھینک دیا جاتا ہے
لیکن جس خدا نے آگ میں جلانے کی صلاحیت رکھی ہے اس خدا کے اندر یہ بھی طا
قت و قدرت ہے کہ وہ آگ کے جلانے کی صلاحیت کو چھین لے چنانچہ حکم خداوندی
ہوتا ہے یا نار کو نی بردا وسلا ما علی ابرا ہیم اے آگ! تو ابرا
ہیمؑ کیلئے ٹھنڈی بن جا، اور اس کیلئے سلامتی کا ذریعہ بن جا، چنانچہ آگ اپنی صلاحیت کو
کھو دیتی ہے اور ان کو جلانے کے بجائے گل گلزار بن جاتی ہے۔

حضرات!

ابراہیمؑ نے دعوت کے الگ الگ طریقوں کو اپناتے ہوئے اپنی دعوتی مشن کو جاری رکھا چنانچہ جب رات چھا جاتی ہے، ستارے جھلملاتے ہیں تو ابرہیمؑ چیخ پڑتے ہیں ھٰذا ربی یہ میرا رب ہے لیکن جب ستارے غروب ہوتے ہیں تو فرماتے ہیں فلما افل قال لا احب الآفلین کہ میں غروب ہونے والوں سے محبت نہیں کرتا ہوں پھر جب انکی نگاہ چمکتے دمکتے چاند پر پڑتی ہے تو فرماتے ھٰذا ربی لیکن جب غروب ہوگیا تو کہنے لگے اب مجھے کون ہدایت دے گا؟ لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضالین یہ ستارے بے بس ہیں، یہ چاند محتاج ہے، اور میں محتاجوں کو اپنا معبود نہیں بنا سکتا، اچانک ایک بڑا سورج نکل پڑتا ہے جونہی ابراہیمؑ کی نگاہ اس پر پڑتی ہے تو چیخ اٹھتے ہیں، اور چلا اٹھتے ہیں **ھٰذا ربی ھٰذا اکبر** یہ میرا رب ہے یہ سب سے زیادہ بڑا ہے، لیکن جب وہ بھی غروب ہو جاتا ہے تو قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں یاقوم انی بریٔ مما تشرکون، اے میری قوم جس کو تم اپنا دیوتا سمجھتی ہو وہ دوسرے کا محتاج ہے۔

حضرات!

حضرت ابرہیمؑ کی پوری زندگی ابتلا و آزمائش میں گزری، انہیں آزمائش کی کڑیوں میں سے ایک کڑی یہ ہے کہ ابراہیمؑ کی پوری زندگی بغیر اولاد کی کٹی جا رہی تھی، اور دوسری طرف زبان پہ یہ صدا جاری تھی **ربنا وھبنا من لدنک رحمۃ**

انک انت الوهاب اے اللہ! اے عطا کرنے والا! اے جھولی کو بھرنے والا! تو مجھے میرے بڑھاپے کا سہارا دے جو میرے قدم قدم پر عصائے پیری ثابت ہو، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسماعیلؑ کی شکل میں چمکتا اور دمکتا اکلوتا بیٹا عطا کیا اور جب بچے نے ہوش سنبھالا اور ضرورت تھی کہ وہ اپنے بوڑھے باپ کا سہارا بنے فوراً آسمان سے آواز آتی ہے اے ابراہیمؑ! اگر تجھے مجھ سے محبت ہے تو میری محبت کی خاطر اپنی بیٹے کی گردن پر چھری چلاؤ، تو ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اور لخت جگر سے فرمایا یا بنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فا نظر ما ذا تریٰ، اے میرے لال میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں بتا تیری کیا رائے ہے؟ فرمانبردار بیٹے نے جوںہی اپنے باپ کی بات سنی فوراً پکار اٹھے **یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین** اے میرے ابو آپ کر ڈالئے جو آپ کو حکم ملا ہے، فوراً ابراہیمؑ نے اپنے ہاتھ میں رسی لی، اور چھری لی، اور حکم الہٰی کی تعمیل کرنے کیلئے منیٰ تشریف لے جا رہے ہیں، راستے میں شیطان ملعون بہکانے کی کوشش کر رہا ہے، اور ابراہیمؑ پتھروں سے وار کئے جا رہے ہیں، یہاں تک کہ منیٰ پہونچ جاتے ہیں، بیٹا کہتا ہے اے میرے ابو! آپ اپنی آنکھوں میں پٹی باندھ لیجئے اور میرے ہاتھوں اور پیروں میں رسی باندھ دیجئے ایسا نہ ہو محبت پدری جوش میں آجائے اور ہم امتحان میں ناکام ہو جائیں، چنانچہ ابراہیمؑ اپنی آنکھوں میں پٹی، اور اپنے بیٹے کے ہاتھوں اور پیروں میں رسی باندھ دیتے ہیں اور

چھری گردن پر چلنے لگتی ہے آواز آتی ہے **یا ابراهیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین** اے ابراہیم! تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا، تم اپنے امتحان میں کامیاب ہو گئے جس کی وجہ سے آج تمہیں خلیل اللہ اور تیرے لخت جگر اسماعیل کو ذبیح اللہ کے خطاب عظیم سے نوازا جا رہا ہے۔

حضرات!

ابراہیمؑ نے اپنی قربانی اللہ کے لئے پیش کی تھی اور آج ہم اپنی قربانی لوگوں کے لئے پیش کرتے ہیں، ابراہیمؑ نے اپنے لخت جگر کو اللہ کے اشارہ پر قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے لیکن آج کوئی ہے جو اپنی محبوب شئی کو اللہ کے راستے میں قربان کرے، کل ابراہیمؑ نے اپنی قربانی کے ذریعہ اللہ کو خوش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن آج ہم قربانی لوگوں کو خوش کرنے کیلئے پیش کرتے ہیں، آج جانوروں کا مقابلہ ہوتا ہے، آج ریا اور دکھاوے کا بازار گرم نظر آتا ہے، آج ہمارے اندر نفاق داخل ہو چکا ہے، آج ہماری نیتوں میں دھوکا، جھوٹ، دروغ گوئی نے اپنا سکہ جما لیا ہے تو ایسی قربانی پیش کرنے والے سن لیں، اگر قربانی پیش کرنی ہے تو اللہ کے لئے پیش کرو، اگر قربانی پیش کرنی ہے تو اخلاص کے ساتھ پیش کرو، ورنہ تمہاری قربانی نہ اللہ تعالی کو محبوب ہے اور نہ ہی اس کے رسول کو، کیونکہ صاف فرما دیا **ان اللہ لا ینظر الی اجسامکم ولا الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم** اللہ تعالی تمہارے صورتوں کو، تمہارے مالوں کو، تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ

تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے، لہٰذا اے مالدارو! اپنی مالداری پر فخر کرتے ہوئے قربانی مت دینا، اے حسب اور نسب والو! اپنے عالی خاندان پر نظر رکھتے ہوئے قربانی مت دینا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ **من اعطی لله ومنع لله واحب لله وابغض لله فقد استکمل الایمان** جو اللہ کو خوش کرنے لئے دے، اور اس کی خاطر رکے، اور اسی کیلئے محبت کرے، اسی کیلئے بغض کرے تو ایسے انسان کا ایمان کامل ہے، مکمل ہے، پختہ ہے اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کہنے سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ

رہبر خطابت

مؤلف

مفتی محمد انتخاب ندوی

فاضل ندوۃ العلماء، لکھنؤ

ناظم تعلیمات: دارالعلوم فیض محمدی ہتھیا گڑھ

ناشر

دارالعلوم فیض محمدی